الشہاب الثاقب

علی المسترق الکاذب

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

معہ

غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

الشیخ علامہ سید احمد آفندی برزنجیؒ مفتی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً وعظماً)

ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان

مولانا ابو الرضا محمد عطاء اللہ صاحب بکی بہاریؒ

ترتیب و تقدیم

حضرت مولانا قاری عبد الرشیدؒ
سابق استاذِ حدیث و تفسیر جامعہ مدنیہ لاہور

دار الکتاب
کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور 7235094

نام کتاب ۱ : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب: معہ

" " " ۲ : غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول : و

" " " ۳ : ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان :

مصنف ۱ : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

" " " ۲ : الشیخ علامہ سید احمد آفندی برزنجیؒ مفتی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً)

" " " ۳ : مولانا ابو الرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاریؒ

طبع اول : بصورت مجموعہ (ستمبر 1979ء) (انجمن ارشاد المسلمین)

طبع ثانی : بصورت مجموعہ (مئی 2004ء)

ناشر : دار الکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

طابع : حاجی حنیف اینڈ سنز

قیمت : 200 روپے

باہتمام
حافظ محمد ندیم

لیگل ایڈوائزر
مہر عطاء الرحمٰن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0300-4356144, 042-7241945

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ

یہ شیطان کا گروہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان کا گروہ ہی خسارہ میں ہے۔

(المجادلۃ : ۱۹)

ترغیم حزب الشیطان

بتصویب حفظ الایمان

تصنیف

علامہ ابوالرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاری

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور

ترغیم حزب الشیطان

بتصویب حفظ الایمان

تقدیم :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ———————— حامداً و مصلیاً و مسلماً

ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ میں "بمقام سلانوالی" ضلع سرگودھا، اہل سنت اور اہل بدعت کے مابین مسئلہ "علم غیب" پر مباحثہ ہوا تھا۔ خاکسار بھی اسمیں شریک تھا، اہلسنت کی طرف سے حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر "الفرقان" دامت فیوضہم مناظر تھے اور اہل بدعت کی طرف سے مولوی حشمت علی صاحب، جن سے اور جن کی خصوصیات سے ہمارے ناظرین کچھ نہ کچھ واقف ضرور ہوں گے ———— اس مناظرے کے آخری وقت میں مولوی حشمت علی صاحب نے اصل موضوع مسئلہ غیب سے گریز کر کے خلط بحث کرنے اور اس طور پر اپنی فاحش شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے حفظ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارت پر مولوی احمد رضا خان صاحب والے پرانے اور فرسودہ اعتراضات کو دہرانا شروع کر دیا، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ:

"اول تو خارج از مبحث چیزوں کا یہاں پیش کرنا ہی اصول مناظرہ کے خلاف بلکہ اصل موضوع میں عاجزی کی دلیل ہے۔ پھر بالخصوص عبارات حفظ الایمان و

براہین قاطعہ کے ذکر سے تو آپ کو خود شرم بھی آنی چاہیئے۔ کیونکہ ان عبارات پر آپ کی جماعت کے جو اعتراضات ہیں میں اُن کا نہایت مفصّل اور کافی شافی رد لکھ کر اب سے تین سال پہلے "معرکۃ القلم" کے عنوان سے اپنے رسالہ "الفرقان" میں شائع کر چکا ہوں، اور آپ کی جماعت کے تمام ذمہ دار حضرات کو نام بنام مخاطب کر کے اس کے جواب کی دعوت دے چکا ہوں مگر آج تک آپ کی جماعت، اس کے جواب سے عاجز ہے، خود آپ نے جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ ہجری میں اُس کا جواب لکھنے کا اعلان کیا تھا اور معرکۃ القلم جواب ہی کے وعدہ پر مجھ سے منگوایا تھا جو میں نے بلا قیمت بصیغہ رجسٹری اسی وقت آپ کو بھیجدیا جس کی رسید بھی آپ نے مجھ کو لکھ دی تھی، لیکن آج ڈیڑھ سال گذر گیا اور آپ اس کے ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دے سکے پس جب تک کہ آپ اس کے جواب سے سبکدوش نہ ہو لیں اُس وقت تک آپ کو ان اعتراضات کے زبان پر لانے کا حق نہیں، بلکہ میں کہہ چکا ہوں کہ آپ کو اس سے شرمانا چاہیئے"۔

جس وقت حضرت مولانا محمد منظور صاحب یہ تقریر فرما رہے تھے۔ مولوی حشمت علی صاحب ایک نیا سا رسالہ ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ لیجئے! آپ کے "معرکۃ القلم" کا جواب یہ موجود ہے۔ تمام حاضرین اور خود حضرت مولانا ممدوح نے بھی یہی سمجھا کہ جس رسالہ کو مولوی حشمت علی صاحب پیش کر رہے ہیں وہ واقعی معرکۃ القلم، کا جواب ہوگا، کیونکہ دن دہاڑے اور علی رؤس الاشہاد ایسی دھوکہ دہی کی جراُت تو کسی ذلیل سے ذلیل آدمی کو بھی نہیں ہو سکتی، بہرحال اُس وقت سب نے یہی سمجھا کہ مولوی حشمت علی صاحب کے پاس

"معرکۃ القلم" کا جواب لکھا لکھایا، بلکہ چھپا چھپایا موجود تھا جس کو انہوں نے بروقت پیش کر کے اپنے آپ کو ذلت سے بچا لیا۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ کو یہ جواب سب سے پہلے میرے پاس بھیجنا چاہیے تھا اور خیر اگر اب تک نہیں بھیجا تو اب دیجئے اور ہاتھ کے ہاتھ نقد جواب الجواب لیجئے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے کہا کہ میں بھیجتا ہوں۔ یہاں تک یہ ضمنی گفتگو ختم ہوگئی، اور پھر اصل موضوع (علم غیب) پر بحث شروع ہوگئی۔ کچھ دیر کے بعد جب کہ مناظرہ قریب الختم تھا مولوی حشمت علی صاحب سے اس رسالہ کا پھر مطالبہ کیا گیا انہوں نے کہا کہ ابھی بھیجا جاتا ہے، اور پھر معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمارے کسی آدمی کو دے دیا ہے۔ چنانچہ اختتام مناظرہ کے بعد قیام گاہ پر پہنچ کر وہ مولانا محمد منظور صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس رسالہ کا کوئی تعلق معرکۃ القلم سے نہیں ہے، اور نہ وہ مولوی حشمت علی صاحب کا تصنیف کردہ ہے بلکہ مولوی سردار احمد گورداسپوری مدرس مدرسہ رضا خانیہ بریلی کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں حفظ الایمان کی مشہور متنازع فیہ عبارت کے متعلق خامہ فرسائی کر کے بریلی کے اس معرکہ خیز مناظرہ کی خفت مٹانے کی کوشش کی گئی ہے جس نے نہ صرف بیچارے مولوی سردار احمد بلکہ اُن کے بریلوی آقایان نعمت تبلیغان رضا خانیت کے بھی وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔

بہر حال یہ معلوم کر کے مولوی حشمت علی صاحب کی جسارت، اور دھوکہ دہی کے فن میں اُن کی حذاقت و مہارت پر سب ہی کو حیرت ہوئی۔ مولانا نے پھر وہ رسالہ اس ناچیز کے حوالہ کر دیا۔ میں نے اُسی وقت، اُس کا جواب لکھ دیا تھا۔ لیکن اشاعت

کی نوبت ابھی تک نہ آسکی، اب کچھ ترمیم و اضافہ کے بعد اُس کو پیش کر رہا ہوں۔

ابوالرضا محمد عطاء اللہ قاسمی عفا اللہ عنہ
شوال ۱۳۵۶ھ

ذُرّیتِ شیطان کے کارنامے

از جناب رہبر اعظمی مبارکپوری

شرک و بدعت میں رموزِ عیشِ پنہاں بھگر — رکھ دیا سر قبر پر راحت کا ساماں دیکھ کر
عرس کی رنگینیاں اور حُسن کی تابانیاں — ننگ لاتی ہیں نگاہِ لطفِ جاناں دیکھ کر
عالمِ صبر و سکوں میں حشر ہوتا ہے بپا — سجدہ گاہِ قبر پر زلفِ پریشاں دیکھ کر
اضطرابِ آگین نگاہِ شوق کی بےتابیاں — ڈھونڈتی ہیں لطفِ خلوت بزمِ امکاں دیکھ کر
وجدِ مصنوعی فریبِ اہتزاز آتا ہے انہیں — طبلہ و زنبور پر دستِ غزل خواں دیکھ کر
اک شکم کے واسطے اتنے مکائد! الاماں — میں تڑپ اٹھتا ہوں ان پیروں کے ارماں دیکھ کر
کیوں نہ کہدوں قبر میں بھی پیٹ ہی کی فکر ہے — ہاں! وصیت نامۂ احمد رضا خاں دیکھ کر
ان سیہ بختوں کی بدبختی کا منظر دیکھنا — کفر کے فتوے لگاتے ہیں مسلماں دیکھ کر
پردۂ ظلمت پڑا ہے چشمِ باطل کوش پر — خیرہ ہو جاتی ہیں آنکھیں نورِ ایماں دیکھ کر

دیکھنا وہ بزمِ باطل میں قیامت آگئی
نظمِ رہبر دیکھ کر، تنویرِ فرقاں دیکھ کر

۱۳۵۲ھ
بشکریہ "الفرقان" بریلی ۵ جمادی الاولیٰ

تمہید

پیغام موت کے جواب میں "جہنم کی بشارت"

گورداسپوری صاحب کے جس رسالہ کا اس وقت ہم جواب دے رہے ہیں اس کا مہذب اور متین "نام ہے۔

"موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام"

اب لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ کے قانون کے مطابق ہم کو حق ہے کہ اپنے اس جواب کا لقب رکھیں۔

"پاپائے رضاخانیت کو جہنم کی بشارت"

آغاز جواب سے پہلے یہ بتلا دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قبلہ گان رضاخانیت کو اس رسالہ کی اشاعت کی کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ اور کیوں بیٹھے بٹھائے اُن کی باسی کڑھی میں یہ اُبال آیا؟

واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہمیشہ سے یہ غلط فہمی تھی کہ "حفظ الایمان" کی عبارت میں ہم عام مسلمانوں کو زیادہ دھوکہ دے سکتے ہیں اور اُس میں ہمارے لیے مغالطہ دہی کی زیادہ گنجائش ہے، لیکن بریلی کے مناظرہ نے اس امید کو بھی ہمیشہ کے لیے تحت الثریٰ میں دفن کر دیا۔ اور انہی "گورداسپوری" سے گویا اقرار کرا لیا کہ "حفظ الایمان" کی وہ عبارت بالکل بے غبار

حاشیہ بر صفحہ آئندہ

ہے واقعہ یوں ہوا کہ "گورداسپوری" صاحب نے اسی مناظرہ میں تیسرے دن اپنی ایک تقریر کے دوران میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب سے کہا کہ :

"اب میں ایک فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ ہمارا اور آپ کا جھگڑا صرف یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں توہین ہے یا نہیں، اگر آپ کے نزدیک اس عبارت میں توہین نہیں ہے تو لیجئے آپ ایسی ہی عبارت مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دیجئے"

مولانا ممدوح نے گورداسپوری صاحب کے اس فیصلہ کن تجویز کو منظور فرمالیا، اور حفظ الایمان کی وہ عبارت لفظ بہ لفظ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دی اور دستخط ثبت فرما کر وہ تحریر ان "گورداسپوری" صاحب کے حوالہ کر دی ہم ناظرین کی واقفیت کے لیے روئیداد مناظرہ بریلی ص ۹۳ سے یہاں بھی اس کی نقل درج کرتے ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ مولانا اشرف علی صاحبؒ کی ذات پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں مولانا اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ

۵؎ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ مظلوم کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کا حق ہے ۱۲ منہ

سب کو عالم الغیب کہا جاوے"

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

مولانا محمد منظور صاحب کے اس طرح برجستہ اور بے تکلف طور پر یہ تحریر لکھ دینے سے حاضرین پر بڑا اثر پڑا اور اس کاروائی کو متفقہ فیصلہ سمجھا گیا۔ گورداسپوری صاحب نے اگرچہ اس اثر کے زائل کرنے کے لیے اس کے بعد بھی بہت کچھ کج بحثی کی لیکن عام پبلک سے وہ اثر کسی طرح زائل نہ ہو سکا۔

پھر مناظرہ کے بعد ان گورداسپوری صاحب اور دوسرے رضاخانی مولویوں نے اپنی نجی مجلسوں اور مخصوص مجلسوں میں اپنے جاہلوں کو یہ کہہ کر سمجھایا کہ:

"مولوی منظور صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں حفظ الایمان کی جو عبارت لکھی ہے درحقیقت اس سے مولوی اشرف علی صاحب کی سخت توہین ہوتی ہے مگر چونکہ مولوی محمد منظور صاحب کو یہ اطمینان ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب اُن پر ہتک عزت کا دعویٰ نہیں کریں گے اس لیے انہوں نے دیدہ دانستہ وہ عبارت لکھ دی ہے۔ ورنہ کسی دوسرے معزز شخص کے متعلق ایسی توہین آمیز عبارت وہ ہرگز نہیں لکھ سکتے"

حضرت مولانا محمد منظور صاحب کو جب اس پُرفریب پروپیگنڈے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً (ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ کے الفرقان میں) بعینہٖ وہی عبارت، قبلہ رضاخانیت، مولوی حامد رضا خاں صاحب کے حق میں لکھ کر شائع کر دی، اور اُن کو، اور اُن کے متبعین و

اذناب کو یہ چیلنج کیا کہ اگر وہ اس میں اپنی توہین سمجھتے ہوں تو ہم پر ”ازالۂ حیثیت عرفی“ کا دعوے کر کے عدالت سے فیصلہ کرالیں۔“

الفرقان کا یہ پرچہ جس میں یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۵ء کو مولوی حامد رضا خان صاحب کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور پھر ”انجمن اشاعت اسلام“ بریلی نے ایک پوسٹر میں بھی یہ چیلنج شائع کر دیا۔ اور ۱۰ر اگست ۱۹۳۵ء تک یعنی ایک ماہ کی مدت اس کے جواب کے واسطے مولوی حامد رضا خان صاحب کے لیے مقرر کر دی، لیکن ادھر سے اس وقت (بلکہ آج تک بھی) نہ کوئی جواب دیا گیا اور نہ مولانا محمد منظور صاحب کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی۔ در حقیقت مولانا کی اس آخری تدبیر نے رضاخانیت کے تابوت میں آخری میخ کا کام دیا اور رضاخانی فریب کاروں کے سارے مکر و حیلے خاک میں مل گئے۔ اور بہت سے دام افتادگان رضاخانیت کو بھی اب یقین ہو گیا کہ حفظ الایمان کی عبارت ناقابل اعتراض ہے ورنہ اگر فی الحقیقت اس میں توہین ہوتی تو ہمارے ”قبلہ و کعبہ“ حجۃ الاسلام“ مولوی محمد منظور صاحب پر ضرور ہتک عزت کا دعویٰ کر دیتے۔ رضاخانی صیادوں نے جب دیکھا کہ برس ہا برس کی پھنسی پھنسائی اور آبا جان کی شکار کی ہوئی چڑیاں بھی اڑنے لگیں تو کامل غور، اور کافی مشوروں کے بعد۔ ایک اور کاغذی جال تیار کیا گیا، اس سے ہماری مراد زیر جواب، رسالہ ”موت کا پیغام“ ہی ہے۔

الغرض رضاخانی مصنفوں کی زبان میں، کمیٹی کے مشوروں اور رضاخانی قبلوں کی متفقہ کوششوں سے یہ رسالہ تیار ہوا۔ لیکن گورداسپوری، صاحب کی مناظرہ کی ذلت، و رسوائی کی تلافی اور ان کی اشک شوئی کے لیے انہی کے نام سے اس کو شائع کیا گیا۔ اس وقت اسی رسالہ کا جواب، ہم اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ قبلگان رضاخانیت

بھی اپنی کوششوں کا انجام ، اور اپنے منصوبوں کی بربادی کا منظر بغور دیکھیں اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ۔ پر ایمان لائیں ۔

آغاز جواب

اس رسالہ " پیغام موت " میں جس بحث کو فضول طول دے کر قریباً ایک جزو (۱۶ صفحے) پر پھیلایا گیا ہے اُس کا خلاصہ صرف یہ ہے ۔

۱۔ ابن شیر خدا حضرت مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب نے حفظ الایمان کی مشہور متنازع فیہا عبارت میں لفظ " ایسا " کو اس قدر " اور " اتنا " کے معنے میں تسلیم کیا ہے (توضیح البیان ص ۶ و ۷) اور (حضرت مولانا) مولوی محمد منظور صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں تسلیم کیا تھا کہ یہ لفظ (ایسا) یہاں بلا تشبیہ کے اتنا کے معنے میں مستعمل ہے " (روئیداد مناظرہ بریلی ص ۴۸) اور (حضرت) مولانا حسین احمد صاحب نے الشہاب الثاقب ص ۱۱۱ میں ارشاد فرمایا ہے کہ " یہاں " اگر لفظ " اتنا " ہوتا تو اُس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا " نتیجہ یہ نکلا کہ ابن شیر خدا اور مولانا محمد منظور صاحب نے عبارت " حفظ الایمان " کا جو مطلب بیان کیا اُس میں بقول (حضرت) مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کفر کا احتمال ہے ۔ اسی سوال کو دوسرے پیرایہ میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ (حضرت مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے " توضیح البیان " میں اور مولانا محمد منظور صاحب نے مناظرہ بریلی میں اس لفظ " ایسا " کو " اتنا " کے معنے میں لے کر دعویٰ کیا ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت صاف اور بے غبار ہے " اور (حضرت) مولانا حسین احمد صاحب کی تصریح سے

معلوم ہوا کہ اگر اُس عبارت میں "ایسا" کی جگہ "اتنا" ہوتا تو عبارت بے غبار اور صاف نہ ہوتی بلکہ اُس میں معنی کفر کا احتمال ہوتا اور یہ کھلا تناقض ہے۔

۲۔ (حضرت) ابن شیر خدا نے توضیح البیان میں اور مولانا محمد منظور صاحب نے مناظرہ بریلی میں اسی لفظ "ایسا" کے تشبیہ کے لیے ہونے سے انکار کیا ہے اور اُس کو خلاف سیاق و سباق بتلایا ہے۔ اور "الشہاب الثاقب" میں اُس کو کلمہ تشبیہ مانا گیا ہے یہ بھی کھلا اختلاف ہے۔

۳۔ روئیداد مباحثہ مونگیر (نصرت آسمانی) میں (حضرت) مولانا محمد عبد الشکور صاحب کی جو تقریر اسی عبارت "حفظ الایمان" کے متعلق درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب تسلیم نہیں کرتے اور اقرار کرتے ہیں کہ اگر حضور کے لیے علم غیب تسلیم کرتے ہوئے "حفظ الایمان" کی عبارت لکھی جاتی تو ضرور اس میں توہین ہوتی"

اور (حضرت) مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب و (حضرت) مولانا محمد منظور صاحب کے بیانات (مندرجہ توضیح البیان و روئیداد مناظرہ بریلی) سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ اور خود "حفظ الایمان" کی متنازعہ فیہا عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ الغرض یہ بھی صریح تناقض ہے۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب نے تشبیہ سے بچنے کے لیے لفظ ایسا کو "اتنا" کے معنی میں لیا اور روئیداد مناظرہ بریلی ص ۴۳ کے ایک حاشیہ میں تسلیم کر لیا کہ "اتنا" تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے۔ اور اُس کے لیے جو مثال دی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت "حفظ الایمان" میں تشبیہ والی صورت ہی ہے۔

بس یہ خلاصہ ہے گورداسپوری صاحب کی ساری بحث کا۔ تحریر جواب سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "حفظ الایمان" کی اصل متنازع فیہا عبارت سے اپنے ناظرین کرام کو شناسا کرادیا جائے تاکہ فہم جواب میں سہولت ہو۔

"حفظ الایمان" کی آخری بحث میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا تھانوی مدظلہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا یعنی آپ کی ذات مقدسہ پر اس لفظ کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دو دلیلیں بیان فرمائی ہیں پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"چونکہ عام طور پر شریعت کے محاورات میں عالم الغیب اسی کو کہا جاتا ہے جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ اور بغیر کسی کے بتلائے ہوئے معلوم ہوں اور یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے، لہٰذا اگر کسی دوسرے کو "عالم الغیب" کہا جائے گا تو اس شرعی عرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جائے گا کہ ان کو بھی بلا واسطہ غیب کا علم ہے اور یہ عقیدہ صریح شرک ہے، پس حق جل مجدہ کے سوا کسی دوسرے کو "عالم الغیب" کہنا بغیر کسی ایسے قرینے کے جس سے صاف معلوم ہو سکے کہ قائل کی مراد علم بلا واسطہ نہیں ہے اس لیے نادرست ہوگا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کی طرف ذہن جاتا ہے۔ اور قرآن وحدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جن سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم میں لفظ "راعنا" سے حضور کو خطاب کرنے کی ممانعت، اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو "عبدی" و "اَمتی" کہنے سے نہی اسی بنا پر کی گئی ہے۔"

حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی پہلی دلیل کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے اس کے بعد حضرت ممدوح نے جو دوسری دلیل پیش کی ہے تو اس میں مسئلہ کی دو شقیں کر کے ان میں سے ہر ایک کا ابطال کیا ہے اور اس دوسری دلیل کا حاصل یہ ہے کہ:

"جو شخص حضور کو عالم الغیب کہتا ہے، اور آپ کی ذات مقدسہ پر اس لفظ کا اطلاق کرتا ہے (مثلاً زید) وہ یا تو اس وجہ سے کرتا ہے کہ اس کے نزدیک حضور کو بعض غیب کا علم ہے اور یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے سو یہ دوسری شق تو اس لیے باطل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیوب کا علم نہ ہونا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اور پہلی شق (یعنی بعض غیب کی وجہ سے حضور کو "عالم الغیب" کہنا اس لیے غلط ہے کہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر انسان بلکہ حیوانات تک کو "عالم الغیب" کہا جائے (معاذ اللہ منہ) کیونکہ مطلق بعض غیب کی کچھ خبر تو سب ہی کو ہوتی ہے اس لیے کہ ہر انسان بلکہ ہر جاندار کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ضرور ہے، جو دوسرے سے مخفی ہو پس اس شق کی بنا پر چونکہ سب کو "عالم الغیب" کہنا لازم آتا ہے اور یہ عقلاً نقلاً عرفاً غرض ہر حیثیت سے باطل ہے لہذا ملزوم (یعنی زید کا بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہنا) بھی باطل ہوگا۔"

یہ ہے حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی اس پوری بحث کا خلاصہ جو حضرت ممدوح نے اس موقعہ پر "حفظ الایمان" میں فرمائی ہے۔ چونکہ قبلگان رضاخانیت کی کفری بحث اور ان کی ان جدید موشگافیوں کا تعلق بھی "(جو گوروا سپوری" صاحب کے نام سے کی گئی ہیں) "حفظ الایمان" کی صرف دوسری دلیل سے ہے اس لیے ہم اس کی صرف اسی قدر عبارت یہاں

نقل کرتے ہیں، جس میں یہ دوسری دلیل بیان کی گئی ہے ملاحظہ ہو۔ پہلی دلیل کی تحریر سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا تھانوی مدظلہ فرماتے ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے۔ جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔"

مجدد المکفرین فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے مشہور کفری فتوے "حسام الحرمین" میں اس عبارت کا صرف ابتدائی اور آخری خط کشیدہ حصہ نقل کیا ہے اور اس کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ:

"اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔"

(حسام الحرمین ص ۲۱)

پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے:

"میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چنیں و چناں میں۔"

اور حفظ الایمان کی اسی عبارت پر ریمارک کرتے ہوئے "تمہید" ص ۱۱ پر لکھتے ہیں:

"کیا اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی، کیا نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چارپائے کو حاصل ہے"

پھر اسی کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

"کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضورؐ کو گالی نہیں دیتا"

پھر صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں:

"مسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے، اور ایمان و اسلام و انسانیت سب سے آنکھیں بند کرکے صاف کہہ دے کہ "نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے" اُس سے کیا تعجب، کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے الخ"

"حفظ الایمان" کی مسطورہ بالا عبارت کے متعلق یہ ہیں خان صاحب بریلوی کے اعتراضات اور دعاوی جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"معاذ اللہ اس عبارت میں حضورؐ کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں کے برابر بتلایا گیا ہے اور اُس کے مصنف (حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی) کے نزدیک نبی علیہ السلام اور جانوروں میں فرق نہیں"

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ عدد کل ذرۃ الف الف مرۃ

الشہاب الثاقب اور توضیح البیان میں خان صاحب کے اسی افترا اور بہتان کی تردید

کی گئی ہے اور یہ دونوں رسالے خان صاحب کی انہی لغویات کی رد میں ہیں۔

گورداسپوری صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں اس عبارت کے متعلق مختلف عنوانوں سے اپنے مورثِ اعلیٰ کے انہی دعاوی کو دُھرایا تھا اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے بھی وہاں انہی اکاذیب وافتراآت کا رد فرمایا تھا۔

عبارتِ "حفظ الایمان" کے متعلق "تکفیری" طائفہ" اور اس کے "امام ہمام" خان صاحب بریلوی کا دعویٰ اگر آپ ذہن نشین کر چکے ہیں تو اب سمجھیئے کہ

اس دعوے کی بنیاد مندرجہ ذیل مقدمات پر ہے۔

۱۔ اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو۔

۲۔ مشبّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف، اور مشبّہ بہ زید و عمر صبی و مجنون، حیوانات و بہائم کا علم ہو۔

۳۔ تشبیہ مقدار میں ہو، اور اس سے دونوں علموں کی مساوات و برابری بیان کی گئی ہو،

اگر ان مقدمات میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہ ہو تو خان صاحب بریلوی کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر "ایسا" اس عبارت میں تشبیہ کے لیے نہ ہو، یا مشبّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف نہ ہو تو اس عبارت میں خان صاحب کے دعوے کی بو بھی نہیں رہتی، علیٰ ہذا اگر محض حادث اور مخلوق ہونے میں، یا صرف عطائی اور غیر محیط ہونے میں تشبیہ ہو جب بھی خان صاحب کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کہ:

"اس عبارت میں (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چناں وچنیں میں برابری کی گئی ہے۔"

اور مصنف "حفظ الایمان" کے نزدیک،

"نبی اور جانوروں و پاگلوں میں فرق نہیں" (نعوذ باللہ منہ)

بہرکیف ان مقدمات ثلاثہ میں سے کسی ایک کا ابطال خان صاحب بریلوی کے دعویٰ کی تردید کے لیے کافی ہے۔

جب اس کو بھی آپ ذہن نشین کر چکے تو اب معلوم کیجئے کہ:

"توضیح البیان میں ابن شیر خدا حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب نے، اور مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے خان صاحب کے پہلے ہی مقدمہ کا انکار کیا ہے اور اس کو تسلیم نہیں کیا کہ "ایسا" یہاں تشبیہ کے لیے ہو بلکہ اُس کو بلا تشبیہ کے اتنا کے معنے میں لیا ہے اور اس سے مراد ان دونوں حضرات کے نزدیک "مطلق بعض علوم غیبیہ" ہیں جو ایک شق کی بنار پر زید کے نزدیک اطلاق "عالم الغیب" کی علت ہیں۔" (ملاحظہ ہو توضیح البیان ص ۷ و ص ۱۱ و ص ۱۳، اور روئیداد مناظرہ بریلی ص ۲۷ و ص ۳۴ و ص ۴۰ و ص ۴۹)

نیز مناظرہ بریلی ہی میں ایک دوسری توجیہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ "ایسا" اس عبارت میں "یہ" کے معنے میں ہو اور اس سے اشارہ انہی "مطلق بعض علوم غیبیہ کی طرف ہو جو ایک تقدیر پر زید کے نزدیک اطلاق "عالم الغیب" کی علت ہیں، اور اُردو محاورات سے ان دونوں دعووں (یعنی لفظ "ایسا" کے بلا تشبیہ "اتنا" کے معنی میں، اور علیٰ ہذا "یہ" کے معنے میں مستعمل ہونے) کو ثابت فرما کر پوری وضاحت کے ساتھ بتلایا تھا کہ "حفظ الایمان" کی اس عبارت میں "ایسا" خواہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہو یا "یہ" کے معنے میں بہر صورت اُسی سے "مطلق بعض علوم غیبیہ" مراد ہیں اور اُنہی

کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ زید عمرو، صبی و مجنون، بہائم و حیوانات اس کے لیے حاصل ہیں اور یہ وہ بات ہے جس کو خود خان صاحب بریلوی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

(ثبوت کے لیے ملاحظہ ہو روئیداد مناظرہ بریلی ص ۶۰، ۶۱، ۶۴، ۶۵)

جس میں خود مولوی احمد رضا خان صاحب کی تصریحات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مطلق "بعض غیوب" کا علم ہر مومن بلکہ ہر انسان بلکہ عام حیوانات بلکہ تمام جمادات اینٹوں، پتھروں کنکروں کو بھی ہے۔

الغرض حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب و حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے (توضیح البیان اور مناظرہ بریلی میں) اس لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لیے نہیں مانا اور اس لیے عبارتِ تکفیر کی خشتِ اوّل ہی کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور الشہاب الثاقب میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "ایسا" کو تشبیہ کے لیے تو مان لیا لیکن علم نبوی نفس الامری کے مشبہ ہونے کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ الشہاب ص ۱۱۹ پر صاف فرماتے ہیں:

"ایسا" سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے جو کہ چند کلمہ کے پہلے مذکور ہوا وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:

"جس شخص کو ادنیٰ درجہ کا بھی سلیقہ عبارت دانی کا ہوگا وہ صاف طور سے یہی کہے گا کہ "ایسا" سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے اور اسی میں گفتگو ہے۔"

بہر حال حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "ایسا" کو کلمہ تشبیہ تسلیم کر کے بھی

اُس سے وہی مطلق بعض علوم غیب مراد لیے جو حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے "اتنا" یا "یہ" کے معنی میں کر کے مراد لیے تھے۔ پس ان تینوں حضرات کے نزدیک "حفظ الایمان" کی متنازع فیہا عبارت کا مطلب ایک ہی رہا فرق صرف توجیہ میں ہوا۔

ناظرین کی مزید بصیرت اور طمانیت کے لیے ہم تینوں حضرات کی وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن میں اس عبارت، کا مطلب بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہٗ "الشہاب الثاقب" ص ۱۲۱ پر "حفظ الایمان" کی اس عبارت کا حاصل اور خلاصہ اس طرح ارقام فرماتے ہیں:

"کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذاتِ مقدسہ نبویہ پر ہوا ہے کس معنے کے اعتبار سے کرتے ہو؟ یعنی اگر عالم الغیب کے یہ معنے ہیں کہ تمام مغیبات کا جاننے والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں جملہ مغیبات کا علم سوائے خدا فخر اکرم کسی کو نہیں اور اگر اس لفظ کے معنے یہ ہیں کہ بعض مغیبات، کا جاننے والا ہو تو بعض کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کروڑ دہ کروڑ بھی بعض ہے، اور ایک بھی بعض ہے۔ غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنے میں دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں، یہ نہیں کہہ رہے کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے۔" الشہاب ص ۱۲۱

اور حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہٗ توضیح البیان ص ۶ پر عبارت متنازع فیہا کا مطلب اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"یعنی زید اگر "عالم الغیب" کے اطلاق کی وجہ مطلق بعض کو قرار دیتا ہے گو

وہ ایک ہی کیوں نہ ہو، تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا اور اس
قدر علم جو ابھی مذکور ہوا، اور جو ایک کو بھی شامل ہے، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جملہ افراد انسانی میں متحقق ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی
غائب چیز کا علم تو ہوتا ہی ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے۔ تو چاہیئے کہ
زید اپنے مقولہ کی بنا پر سب کو عالم الغیب کہے اور یہ باطل ہے کیونکہ اس
صورت میں "عالم الغیب" ہونا صفت کمال نہ رہا اور یہ بالکل خلاف مدعا ہے۔
غرض گفتگو اُس مطلق بعض میں ہو رہی ہے جس کو زید نے اطلاق لفظ "عالم الغیب"
کی علت قرار دیا ہے اور وہ مفہوم کا مرتبہ سب جگہ موجود ہے۔ یہ کس ملعون نے
کہا ہے کہ جس قدر غیب حضور اقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقع میں ثابت
ہیں اُسی قدر غیب زید، عمرو، بکر وغیرہ سب کے لیے حاصل ہیں۔ سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اُس سے تو یہاں بحث ہی نہیں۔"

(توضیح البیان ص ۶)

دیکھیے اس عبارت میں حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب نے عبارت متنازع فیہا کا جو
مطلب بیان کیا ہے وہ بعینہ وہی ہے جو "الشہاب الثاقب" کی منقولہ بالا عبارت میں
حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا ہے کوئی بھی فرق نہیں اور علیٰ ہذا
مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے بھی یہی مطلب بیان فرمایا تھا
چنانچہ روئیداد مناظرہ بریلی ص ۹ پر مولانا ممدوح کی ایک تقریر کے ذیل میں ہے کہ:
"عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور کو عالم الغیب کہنے والے مطلق
بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں، اور اگر اُن کا یہی اصول

ہے کہ جس کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہوں گی اُسی کو عالم الغیب کہا جائے

گا تو لازم آئے گا کہ ہر زید و عمرو بلکہ حیوانات و بہائم کو بھی عالم الغیب کہا جاوے

کیونکہ ایسا علم غیب (یعنی اتنا علم غیب جو ان لوگوں کے نزدیک کسی کو عالم الغیب

کہنے کے لیے کافی ہے یعنی مطلق بعض غیوب کا علم) تو ہر ایک کو حاصل ہے۔

بہرحال اس عبارت میں لفظ "ایسا" اتنا کے معنے میں ہے اور اس سے مطلق بعض

علوم غیبیہ مراد ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف"

اس کے بعد حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی انہی گورداسپوری صاحب کو مخاطب

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر اب بھی اس عبارت کا مطلب آپ نہ سمجھے ہوں تو دوسرے طور پر یوں

سمجھیے کہ یہاں لفظ "ایسا" "یہ" کے معنی میں ہے اور اس سے مطلق بعض علوم

غیبیہ کی طرف اشارہ مقصود ہے اور "ایسا" کا استعمال "یہ" کے معنے میں شائع

ذائع ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں زید کو ماروں گا۔ دوسرا کہے "ایسا کام ہرگز نہ

کرنا" تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کام ہرگز نہ کرنا۔ بس یوں سمجھیے کہ "حفظ الایمان"

کی زیر بحث عبارت میں بھی "ایسا" کا لفظ "یہ" کی جگہ مستعمل ہے اور اس صورت

میں عبارت کی شرح یوں ہوگی۔ پھر یہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا

جانا (یعنی حضور کو عالم الغیب کہنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب (اس

زید سے جو حضور کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس اطلاق کو جائز سمجھتا ہے) یہ امر

ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ

مراد ہیں تو اس میں (یعنی مطلق بعض غیوب کے علم میں) حضور کی کیا تخصیص ہے

ایسا علم غیب (یعنی یہ علم غیب جو اوپر مذکور ہوا یعنی مطلق بعض غیب کا علم) تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو (زید کے اس اصول پر) چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔"

(روئیداد مناظرہ بریلی ص ۴۹)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی تقریر کے اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک بھی لفظ "ایسا" خواہ بلا تشبیہ کے "اتنا" کے معنی میں ہو یا "یہ" کے معنی میں بہر صورت اس سے وہی مطلق بعض علوم غیب مراد ہیں جو ایک تقدیر پر زید کے نزدیک اطلاقِ عالم الغیب کی علت ہیں، اور انہی کا حصول زید و عمرو وغیرہ کے لیے مانا گیا ہے۔

الغرض "الشہاب الثاقب" "توضیح البیان"، روئیداد مناظرہ بریلی، کی ان منقولہ صدر عبارات سے یہ چیز بالکل واضح ہے کہ ان تینوں حضرات کے نزدیک "حفظ الایمان" کی اُس عبارت کا مطلب ایک ہی ہے، اور کسی کے نزدیک بھی اس میں حضور اقدس علیہ السلام کے واقعی اور نفس الامری علم شریف کو زید و عمرو وغیرہ کے لیے حاصل نہیں مانا گیا ہے نہ کسی کے نزدیک اس سے تشبیہ ہی دی گئی ہے، بلکہ تینوں حضرات کی عبارات اس پر متفق ہیں کہ حضور اقدس علیہ السلام کے واقعی علم مقدس کا یہاں کوئی ذکر ہی نہیں، اور زید و عمر وغیرہ کے لیے جو علم حاصل مانا گیا ہے وہ وہی مطلق بعض غیوب کا علم ہے جو ایک تقدیر پر زید کے نزدیک اطلاق عالم الغیب کی علت ہے اور وہی لفظ "ایسا علم غیب" سے یہاں مراد ہے۔

بہر کیف ان تینوں حضرات کے نزدیک لفظ ایسا "علم غیب" کے مطلب اور مصداق میں کوئی اختلاف نہیں فرق صرف توجیہ میں ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کے نزدیک لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو کر یہ معنی ادا کر رہا ہے کیونکہ اس سے اسی مطلق بعض علوم غیب کی طرف اشارہ ہے۔ اور مولانا محمد مرتضےٰ حسن صاحب کے نزدیک وہ بلا تشبیہ کے "اتنا" کے معنے میں ہو کر اسی معنی کو ظاہر کر رہا ہے اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کے فرمانے کے بموجب خواہ وہ بلا تشبیہ کے "اتنا" کے معنی میں ہو یا "یہ" کے معنے میں بہر صورت اس سے وہی مطلق بعض علوم غیب مراد ہیں۔

الحمدللہ اس تمام تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ "حفظ الایمان" کی متنازع فیہا عبارت کے مطلب میں ان تینوں بزرگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صرف توجیہ اور عنوان بیان کا فرق ہے اور یہ ایسا فرق ہے کہ ایک کلام کے شارحین میں عام طور پر ہو جاتا ہے جس کے نظائر دینی لٹریچر میں بکثرت مل سکتے ہیں۔

مثلاً آیت کریمہ "لوکان فیھما اٰلھۃٌ الا اللہ لفسدتا" کی توجیہ اور برہان کی تقریر میں علماء اسلام کا اختلاف ہے لیکن آیت کے اصل مضمون اور مقصد پر سب متفق ہیں۔ علیٰ ہذا آیت شریفہ "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" کی توجیہ اور تفسیر میں مفسرین اور علماء کلام کے بہت سے اقوال ہیں لیکن آیت کی اصل روح پر سب کا اتفاق ہے۔ اسی طرح قال بل فعلہ کبیرھم ھذا الآیہ کی توجیہ میں حضرات مفسرین کرام کے کلمات مختلف ہیں لیکن معہذا اس نقطہ پر سب کا اتفاق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ کلام داخل کذب نہیں۔

احادیث کریمہ میں بھی اس کے نظائر بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً ذوالیدین کی مشہور

حدیث میں حضور کے ارشاد "لو انس دلو نقصہ" اور ایک روایت میں ماقصرت وما نسیت اور ایک تیسری روایت میں کل ذالک لم یکن کی توجیہ میں شارحین حدیث کا کلام مختلف ہے، لیکن اس چیز میں سب کا اتفاق ہے کہ حضور کا یہ ارشاد حد کذب میں داخل نہیں اور نہ اس سے عصمت پر کوئی دھبہ آتا ہے

بہرحال جس طرح اس قسم کی آیات واحادیث کی توجیہات میں شارحین کا اختلاف اصل مقصد پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ اسی طرح عبارت "حفظ الایمان" کی توجیہ میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب، حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب، اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا یہ اختلاف اس مشترک مقصد کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا کہ "حفظ الایمان" کی عبارت میں اس لعنتی مضمون کا شائبہ بھی نہیں جس کا ادعا مولوی احمد رضا خان صاحب نے "حسام الحرمین" اور "تمہید ایمان" میں کیا ہے۔ اور وہ عبارت اس ناپاک مضمون سے اتنی ہی دور ہے جتنے کہ خان صاحب موصوف، اور ان کے متبعین صداقت و دیانت سے۔

اس موقعہ پر پہنچ کر گورداسپوری صاحب کی ایک ابلہ فریبی کا پردہ چاک کر دینا نہایت ضروری ہے۔ اور در حقیقت وہی فریب انکی اس تکفیری عمارت کا سنگ بنیاد ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "حفظ الایمان" کی متنازع فیہا عبارت کے متعلق ارقام فرمایا تھا کہ:

"اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا"

جس شخص کو اللہ نے کچھ بھی عقل دی ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا یہ کلام اُس صورت کے متعلق ہے کہ عبارت میں لفظ "اتنا" تشبیہ فی المقدار کے لیے ہوتا، اور حضور علیہ السلام کے علم شریف کو اُس کے ذریعہ سے اور چیزوں کے علم سے تشبیہ دی گئی ہوتی (جیسا کہ مدعیانِ تکفیر کا خیال ہے) تو اُس صورت میں بے شک حضور علیہ السلام اور دوسری چیزوں کے علم کے برابر کر دینے کا شبہ ہو سکتا تھا لیکن اگر لفظ ایسا کے بجائے عبارت میں "اتنا" بلا تشبیہ کے ہو اور اُس سے مراد مطلق بعض علوم غیب ہوں جیسا کہ حضرت مولانا مرتضٰے حسن صاحب و حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے بیانات کا مفاد ہے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں ہرگز اُس برابری کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا بلکہ بعینہٖ وہی مطلب ہوتا ہے جو خود حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا ہے۔ جیسے کہ ہم بہ تفصیل پہلے لکھ چکے ہیں۔ بہرکیف یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ "الشہاب الثاقب" کی منقولہ بالا عبارت میں اُس تقدیر پر برابری کا احتمال مانا گیا ہے کہ عبارت میں ایسا کی بجائے "اتنا" تشبیہ فی المقدار کے لیے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مشبہ ہو۔

لیکن خان صاحب کے ان گوردا سپوری سپوت نے بکمال حیاداری اُس کو مولانا محمد مرتضٰے حسن صاحب و مولانا محمد منظور صاحب کی تجویز کردہ صورت پر چسپاں کر دیا، اور نتیجہ یہ نکالا کہ عبارت "حفظ الایمان" کا جو مطلب ان دونوں حضرات نے بیان کیا ہے اُس میں بقول حضرت مولانا حسین احمد صاحب علم نبوی اور علم زید و عمرو وغیرہ کی مساوات کا احتمال نکلتا ہے، معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

پھر بالکل اسی نوعیت کا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک خالص سفید جھوٹ یہ بولا ہے کہ مولانا محمد مرتضٰے حسن صاحب و مولانا محمد منظور صاحب کا اتفاقی بیان ہے کہ عبارت

"حفظ الایمان" میں:

"اگر "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے"

اور پھر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب چونکہ عبارت "حفظ الایمان" میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ تسلیم کر رہے ہیں، لہٰذا اُن کی شرح کی بنا پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب کے اقرار کی رُو سے "حفظ الایمان" میں توہین ہے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ اور خالص دجالانہ فریب ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہیں یہ لکھا ہے کہ اس عبارت میں اگر لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو تو اس میں حضور کی توہین ہوگی۔ بے شک ان دونوں حضرات نے اس سے انکار کیا ہے کہ اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو اور اس سے علم نبوی کو علم زید و عمرو وغیرہ سے تشبیہ دی گئی ہو (جیسا کہ مدعیان تکفیر کا دعویٰ ہے) لیکن ان حضرات نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ اگر "ایسا" کو کلمہ تشبیہ مانا جائے اور اُس سے خواہ مطلق بعض علوم غیب ہی کی طرف اشارہ ہو (جیسا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کا خیال ہے) جب بھی اُس میں توہین ہوگی۔

بہرحال یہ گورداسپوری کا بلکہ فی الحقیقت رضاخانی برادری کے اُن تیلوں کبھوں کا محض دجل و فریب ہے جو بے چارے گورداسپوری کے کندھوں پر رکھ کر کذب و مکر کی یہ بندوق چلا رہے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو شرم و حیا ہو تو حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہما کی ایک ایک ہی عبارت پیش کرے۔ جن میں یہ تصریح ہو کہ اگر عبارت "حفظ الایمان" میں "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو۔ (خواہ مشبہ علم نبوی نہ بھی ہو) تو عبارت کفری ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی شانِ اقدس میں توہین ہے کیا ہے رضا خانی کنبے میں کوئی آدم زاد جو اس کذب و افترا کا ثبوت دینے پر آمادہ ہو؟ ہل من مجیب

اب تک جو کچھ عرض کیا گیا اس سے گورداسپوری صاحب کے پہلے دو مغالطوں کا کافی شافی جواب ہو گیا، اور جو ابلہ فریبیاں و کذب آفرینیاں انہوں نے اس سلسلہ میں کی تھیں ان کی قلعی بھی اچھی طرح کھل گئی۔ وللہ الحمد

گورداسپوری صاحب کے تیسرے اشکال کا خلاصہ یہ تھا کہ:

"روئیداد مباحثہ مونگیر (نصرت آسمانی) میں (حضرت مولانا) محمد عبد الشکور صاحب کی جو تقریر عبارت "حفظ الایمان" کے متعلق درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اور ان کے نزدیک (حضرت مولانا) اشرف علی صاحب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب تسلیم نہیں کرتے بلکہ اقرار کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب تسلیم کرتے ہوئے اگر "حفظ الایمان" کی یہ عبارت لکھی جاتی تو ضرور اس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی۔ اور (مولانا) سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب اور مولینا مولوی محمد منظور صاحب کے بیانات (مندرجہ توضیح البیان و روئیداد مناظرہ بریلی) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ اور خود "حفظ الایمان" کی متنازع فیہا عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ تو نتیجہ اس اختلاف اور تناقض کا یہ نکلے گا کہ چونکہ مصنف حفظ الایمان نے حضور اقدس علیہ السلام کیلئے علم غیب مانتے ہوئے یہ عبارت لکھی ہے۔ اسلئے (مولانا) عبد الشکور صاحب کی تصریح کے مطابق اس میں ضرور توہین

ہے۔ (ملخصاً)"

اس جگہ بھی گورداسپوری صاحب نے نہایت شرمناک مغالطہ آفرینی سے کام لیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علماء اہلِ سنّت کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ:

"وحی الٰہی اور تعلیم خداوندی سے آپ کو عالم غیب کی بہت سی (ہزاروں لاکھوں) باتیں معلوم تھیں۔"

اور جس طرح "حفظ الایمان" "توضیح البیان" اور روئیداد مناظرہ بریلی میں اس کا اقرار موجود ہے اسی طرح روئیداد مباحثہ مونگیر میں حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدظلہ کی دوسری ہی تقریر میں یہ تصریح موجود ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتوں پر اطلاع دی اور اتنی بہت کہ اُن کا شمار ہم نہیں کر سکتے۔"

(نصرت آسمانی ص ۱۷)

اور اسی مناظرہ میں مولانا ممدوح نے عبارت "حفظ الایمان" کی جو شرح فرمائی ہے (جس کو ہم عنقریب نقل کریں گے) اس سے یہ بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ممدوح کے نزدیک حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کا عقیدہ بھی یہی ہے، بہر حال یہ خالص افتراء ہے کہ مولانا محمد عبدالشکور صاحب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مطلقاً علم غیب کے منکر ہیں، یا وہ مولانا تھانوی کے متعلق ایسا خیال رکھتے ہیں، فی الحقیقت اس بارہ میں اُن کا اور دیگر علماء اہل سنّت کا کوئی اختلاف نہیں، اسی طرح اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ غیوب کی اس اطلاع کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہنا درست نہیں۔ اور حفظ الایمان کی متنازع فیہا عبارت میں اسی کا بیان ہے، جیسا کہ ہم پہلے بتفصیل تمام لکھ چکے ہیں اور حضرت مولانا عبدالشکور

صاحب کے نزدیک بھی اُس عبارت کا وہی مطلب ہے جو حضرت مولانا محمد مرتضےٰ حسن صاحب وغیرہ نے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ مباحثہ مونگیر کی پہلی ہی تقریر میں مولانا ممدوح نے "حفظ الایمان" کی عبارت کی توضیح اس طرح فرمائی ہے کہ:

"مولانا اشرف علی صاحب سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا کیسا ہے؟ مولانا اس کا جواب دے رہے ہیں کہ عالم الغیب کہنا جائز ہے کیونکہ عالم الغیب کے دو ہی معنے ہیں۔ اوّل کل غیبوں کا جاننے والا، تو یہ معنے نصوص کے خلاف ہیں۔ دوسرے بعض غیبوں کا جاننے والا، تو یہ بات بہائم وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے۔"

(نصرت آسمانی ص ۱۷)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا لکھنوی مدظلہ کے نزدیک بھی عبارت "حفظ الایمان" کا بالکل وہی مطلب ہے جو توضیح البیان وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اس عبارت میں "اطلاق عالم الغیب" ہی کی بحث ہے نہ کہ حضور اقدس کے مقدار علم کی۔ مولینا ممدوح کے فریق مقابل مولوی فاخر صاحب الٰہ آبادی نے عبارت "حفظ الایمان" میں توہین ثابت کرنے کے لیے اُس کے دو فوٹو پیش کیے تھے جو انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔

"پہلا فوٹو یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ مولوی محمد علی صاحب (مونگیری) کو عالم کہا جائے تو اس کے دو معنی ہیں کل علوم کا عالم کہو تو یہ معنی غلط ہیں، اور بعض علوم کا عالم کہو تو ہر پاگل و چوپایہ بعض علوم کا عالم ہوتا ہے۔"

"دوسرا فوٹو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اگر معبود کہو تو اس کے کیا معنے کل کا معبود

کہو تو غلط اور اگر بعض کا معبود کہو تو اس میں خلاف کیا تخصیص، پتھر و درخت بھی بعض کے معبود ہیں۔"

(تقریر مولوی فاخر الہ آبادی مندرجہ نصرت آسمانی ص ۱۱)

حضرت مولانا لکھنوی مدظلہ نے عبارت "حفظ الایمان" کی مندرجہ بالا توضیح فرمانے کے بعد مولوی فاخر صاحب کے ان فوٹوؤں کے جواب میں فرمایا تھا:

"وہ مثالیں جو آپ نے پیش کی ہیں۔ وہ یہاں منطبق نہیں ہوتیں کیونکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو ہم عالم مانتے ہیں اور خدا کو معبود جانتے ہیں، لہٰذا عالم ہونے اور معبود ہونے کی کسی شق کو اگر ہم رذیل اشیاء سے تشبیہ دیں تو یقیناً توہین ہو جائے گی۔ بخلاف اس کے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا اشرف علی صاحب بلکہ اہل سنت وجماعت میں سے کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں مانتا لہٰذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو اگر رذائل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین نہیں، اگر حضور کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو رذیل اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بے شک توہین ہوتی۔"

(نصرتِ آسمانی ص ۱۵)

حضرت مولانا لکھنوی مدظلہ کے اس جواب با صواب کا صاف مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضور اقدس علیہ السلام کو مسلمان عالم الغیب نہیں کہتے بلکہ آپ کے حق میں یہ کلمہ بولنا خلافِ شریعت سمجھتے ہیں، اس لیے اگر اس کی کسی فرضی شق کو حقیر چیزوں کے لیے ثابت مانا جائے اور اسی فرضی تقدیر پر تشبیہ دکھلائی جائے تو آپ کی اس سے کوئی توہین نہیں ہوتی۔ بخلاف عالم، اور معبود کی مثالوں کے کیونکہ علوم دینیہ کے جاننے والوں کو مسلمان

"عالم" کہتے ہیں، اور علی ہٰذا حق تعالےٰ کو معبود کہا جاتا ہے (اور یہ دونوں اطلاق بلا کسی اختلاف کے امت میں جاری ہیں۔ اور کسی دلیل شرعی کے خلاف بھی نہیں، بلکہ ان کو دلائل شرعیہ کی تائید حاصل ہے) لہٰذا اگر ان کی کسی شئی کو حقیر چیزوں کے لیے ثابت کیا جائے تو بے شک توہین ہوگی۔"

ناظرین کرام حضرت مولانا لکھنوی کی تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کو ہماری تشریح کی روشنی میں بغور ملاحظہ فرمائیں اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اگر حضور کے لیے بعض غیوب کا علم بھی (بہ تعلیم خداوندی) تسلیم کیا جائے تو اس عبارت، یا تشبیہ میں توہین ہوگی، بلکہ مولانا کا منشا صرف یہ ہے کہ چونکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "عالم الغیب" نہیں کہا جاتا، اور آپ پر اس وصف کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر اُس کی کسی فرضی شئی کو حقیر چیزوں میں ثابت کر کے تشبیہ دکھلائی جائے تو اس سے توہین نہ ہوگی۔ ہاں اگر حضور کو "عالم الغیب" کہنا جائز ہوتا اور عرفِ اسلام میں کہا جاتا اور پھر اس کی کسی شئی کو حقیر اور ذلیل چیزوں میں ثابت کر کے تشبیہ دی جاتی تو بے شک توہین ثابت ہوتی۔

(اور یہ ایسی واضح بات ہے جس کو ہر زبان دان بآسانی سمجھ سکتا ہے ان پنجابی ڈگوں کا ذکر نہیں ہے جو، بچھڑے کو، بچھا اور کٹڑے کو کٹا کہا کرتے ہیں[1])

حضرت مولانا ممدوح کے اس جواب کے بعد بھی جب مولوی ناظر صاحب بار بار یہی کہے گئے کہ میرے اعتراض کا جواب نہیں ہوا تو چھٹی تقریر میں حضرت مولانا نے پھر اپنے

---

[1] مناظرہ بریلی میں گوردا سپوری صاحب بار بار بچھا اور کٹا کہہ کر مجمع کے لیے اچھا خاصا سامان تفریح مہیا کر دیتے تھے ملاحظہ ہو روئیداد مناظرہ بریلی ص ۱۶

اس جواب کا اس طرح اعادہ فرمایا کہ:

"حفظ الایمان کی عبارت" کا تو میں ایسا شافی جواب دے چکا کہ سارا مجمع جانتا ہے، اور آپ کا دل بھی جانتا ہے اور وجہ فرق بھی بتا چکا ہوں، پھر سن لیجئے۔ مولانا محمد علی صاحب کو ہم عالم مانتے ہیں اور حق تعالےٰ کو معبود جانتے ہیں لہذا جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیزوں میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔"

(نصرت آسمانی ص ۲۷)

اس کے بعد بھی جب مولوی فاخر صاحب یہی کہتے رہے کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو مناظرے کے دوسرے دن کی ایک تقریر میں پھر حضرت مولانا نے اس کا اعادہ اس طرح فرمایا کہ:

"مولانا محمد علی صاحب" کی مثال میں اور حفظ الایمان کی عبارت میں بڑا فرق ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کو عالم مانا جاتا ہے اس لیے عالم کے کسی معنے کو پاگل وغیرہ کے لیے ثابت کرنا توہین ہے، اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں مانا جاتا اس لیے علم غیب کی کسی قسم کو دوسری اشیاء کے لیے ثابت کرنا ہرگز توہین نہیں ہے۔ یہ کھلا ہوا فرق کل ہی بیان کر چکا ہوں۔"

واضح رہے کہ ص ۲۷ والی مذکورۃ الصدر عبارت میں جو صفت "علم غیب" کے ماننے

کا ذکر ہے اس سے مراد وہی "عالم الغیب" کہنا اور اس وصف کا اطلاق کرنا ہے کیوں کہ "حفظ الایمان" میں اصل بحث اُسی کی ہے اور یہاں اُسی کی شان میں کلام ہے۔

علاوہ ازیں یہاں یہ تصریح بھی ہے کہ یہ اُسی سابق الذکر جواب کا اعادہ ہے کوئی نیا جواب نہیں ہے اور پہلی مرتبہ ص ۱۵ پر جہاں یہ جواب مذکور ہے وہاں "عالم الغیب" ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

الغرض ان قرائن سے جو تصریح کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ص ۲۷ کی اس عبارت کا مفاد بھی بالکل وہی ہے جو ص ۱۵ والی عبارت کا تھا بلکہ کسی قدر اختصار کے ساتھ یہ اُسی کا اعادہ ہے پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ:

"اگر مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے تو یقیناً عبارت "حفظ الایمان" میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین ہوتی"

اور پھر اُس کے ساتھ یہ اِزاد کرنا کہ مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب مانتے ہیں۔ اور اُن دونوں مغالطوں کی بنیاد پر یہ تعمیر اٹھانا کہ "عبارت "حفظ الایمان میں یقیناً توہین ہے" محض بے ایمانی۔ ہے جو چودہویں صدی کی مجددیت کے ایک مدعی (خان صاحب بریلوی) کے اُمتیوں اور اُسی کے دوسرے زوردار مدعی (غلام احمد قادیانی) کے پڑوسیوں سے کچھ زیادہ بعید نہیں۔

حاصل اس ساری بحث کا یہ ہے کہ توضیح البیان، الشہاب الثاقب، روئیداد مناظرہ بریلی، اور خود حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے صرف بعض غیوب کا علم (اگرچہ وہ بعض لاکھوں سے بھی زیادہ ہوں) باطلاع خداوندی تسلیم کیا گیا ہے۔ اور وہ خود حضرت مولانا

عبدالشکور صاحب کو بھی مسلّم ہے بلکہ جمیع اہلِ سنّت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

اور نصرتِ آسمانی ص ۱۵، ۲۷، ۳۳ کی عبارات مذکورہ کا مفاد صرف یہ ہے کہ اگر ہم حضور کو عالم الغیب کہتے اور اس وصف کا اطلاق آپ پر شرعًا ہوتا، اور پھر اُس کی کسی شیئ کو حقیر چیزوں کے لیے ثابت کر کے تشبیہ دی جاتی تو توہین ہوتی لیکن چونکہ حضور کو مسلمان "عالم الغیب" نہیں کہتے اور نہ شرعًا یہ جائز ہے پس اگر اُس کی کسی فرضی شیئ کو حقیر ذلیل چیزوں میں مانا جائے تو کوئی توہین نہیں۔

اور ان دونوں مضمونوں میں نہ کوئی تناقض ہے نہ کفر، لیکن چشم کفر بین، کا کوئی علاج نہیں۔ اُس کا علاج تو بس جہنم کی سُرخ سلائیاں ہی کریں گی جب کہا جائے گا لقد کنت فی غفلۃ من ھذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

چوتھا اشکال گورداسپوری صاحب کا یہ ہے کہ:

"مولوی محمد منظور صاحب نے عبارت حفظ الایمان میں "ایسا" کو "اتنا" کے معنے میں بتایا، اور یہ اس لیے کہ مولوی محمد منظور صاحب کے نزدیک اگر عبارت حفظ الایمان میں "ایسا" تشبیہ کے لیے ہو تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے اور یہ عبارت موجبِ کفر ہے۔ اور روئیداد مناظرہ بریلی ص ۴۴ پر جو حاشیہ ہے جس میں مذکور ہے کہ لفظ "ایسا کی طرح اتنا بھی تشبیہ کے لیے آتا ہے" اور پھر اس کے لیے یہ مثال دی گئی ہے کہ "زید اتنا مالدار ہے جتنا کہ عمرو" اور اتنا بلا تشبیہ کے لیے مثال دی گئی ہے کہ زید اتنا مالدار ہے جس کی حد نہیں" غرض اس حاشیہ سے ظاہر ہے کہ مولوی محمد منظور صاحب نے اپنے گمان میں تشبیہ سے بچنے کے لیے اگرچہ

ایسا کے معنے اتنا بیان کیے ہیں۔ مگر پھر بھی حفظ الایمان میں تشبیہ کے معنے مولوی محمد منظور صاحب کے نزدیک برقرار ہیں۔ اس لیے کہ اتنا کے معنے بھی تشبیہ کے آتے ہیں۔ اور عبارت حفظ الایمان میں اتنا کے استعمال کی وہی صورت ہے جس میں اتنا تشبیہ کے لیے ہوتا ہے۔ لہٰذا عبارت حفظ الایمان میں بھی تشبیہ موجود ہے دیکھئے مولوی محمد منظور صاحب نے جس بات کا انکار کیا اس کا اقرار انہی کی زبانی ثابت کردیا۔" (ملخصاً)

اس کے جواب میں پہلے تو ہم کو یہ کہنا ہے کہ گورداسپوری صاحب کی اس تقریر کا ابتدائی خط کشیدہ حصہ افتراء محض اور کذب خالص ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور صاحب کی تقریرات مندرجہ روئیداد مناظرہ بریلی اور نیز اُن کی کسی تصنیف میں بھی، یہ مضمون نہیں مل سکتا کہ:

"اگر عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو اس عبارت سے حضور اقدس علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے۔ بہر حال یہ گورداسپوری صاحب کا سفید جھوٹ اور جیتا جاگتا افتراء ہے جس کے جواب میں ہم صرف "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" پڑھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔"

دوسری بات یہ کہ روئیداد مناظرہ بریلی ص ۴۴ کے جس حاشیہ کا یہاں گورداسپوری صاحب نے حوالہ دیا ہے اور جس پر ان کے اس اشکال کا دارومدار ہے وہ خود حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب کی تقریر کا جزء نہیں بلکہ مولانا ممدوح کی تقریر پر روئیداد کے مرتب نے لکھا ہے جیسا کہ اُس میں صراحۃً لکھا ہوا ہے پس جو نتیجہ اُس سے گورداسپوری صاحب نے نکالا ہے بالفرض اگر وہ اس سے نکل بھی سکتا ہو تو متکلم کے کلام کے کسی محشی کی تحریر (بلکہ اس کی بھی شان) سے خود اصل متکلم کے خلاف حجت قائم کرنا انہی لوگوں کا کام ہو سکتا

ہے جو بریلی کے پاگل خانے میں زیر علاج ہوں۔

اگر ان تمام چیزوں سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تو اس ساری کاوش سے زیادہ سے زیادہ بھی تو ثابت ہو گا کہ "عبارت حفظ الایمان" میں ایسا اگر بمعنے اتنا بھی ہو تو جب بھی اس میں تشبیہ باقی رہتی ہے۔ لیکن گورداسپوری صاحب اور اُن کے قبلوں کعبوں کو صرف اتنی بات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا عبارت حفظ الایمان کے متعلق اُن کا دعویٰ تو جب ثابت ہو سکتا ہے جب کہ اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ اس عبارت میں مشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعی اور نفس الامری علم ہے۔ اور اُسی کو زید و عمرو وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ بھی کیت اور مقدار میں ہے۔

پس جب تک یہ سب مقدمات ثابت نہ ہوں صرف ایسا کے تشبیہ کے واسطے ہونے سے کچھ کام نہیں چلتا جیسا کہ پہلے اور دوسرے اشکال کے جواب میں بھی ہم بتفصیل لکھ چکے ہیں۔ بہر حال یہ چوتھا اشکال بھی محض مہمل اور لغو ہے۔ اور الحمد للہ حفظ الایمان کی عبارت اُسی طرح صاف اور بے غبار ہے۔ جس طرح کہ مناظرہ بریلی میں ثابت کی گئی تھی۔

بالجملہ گورداسپوری صاحب، بلکہ فی الحقیقت اُن کے پردہ نشین قبلوں کعبوں کا یہ آخری کید بھی ہباءً منثورا ہو گیا۔ اور مغالطات و افتراآت کی کڑیوں سے کفر کا جو گورکھ دھندا انہوں نے تیار کیا تھا اس کی ایک ایک کڑی کھل گئی۔

وللہ الحمد

رضاخانیت کے تابوت میں آخری میخ

گورداسپوری صاحب یا اُن کے قبلوں کعبوں کے جس رسالہ کا اس وقت ہم کو جواب دینا تھا۔ اس کا تحقیقی جواب ہم بعونہ تعالےٰ پورا کر چکے۔ آخر میں بطور تذکیر کے ہم پھر کہتے ہیں، کہ حفظ الایمان کی بحث فی الحقیقت مناظرہ بریلی میں اُسی وقت ختم ہو چکی تھی جب گورداسپوری صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب سے مطالبہ کیا کہ:

"اگر آپ کے نزدیک اس عبارت میں توہین نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت آپ مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دیجئے"

اور اسی پر انھوں نے فیصلہ رکھ دیا، اور مولانا محمد منظور صاحب نے فوراً بلا کسی پس و پیش کے حفظ الایمان کی وہی عبارت لفظ بہ لفظ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کے حق میں لکھ دی اور دستخط فرما کر گورداسپوری صاحب کے حوالہ کر دی اس متفقہ فیصلہ کے بعد کسی رضاخانی کو حفظ الایمان کی عبارت پر کلام کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔

ہم اپنے ناظرین کو یہ بھی بتلا دیں کہ گورداسپوری صاحب نے جو یہ فیصلہ کن تجویز پیش کی تھی تو یہ خود اُن کی تجویز ایجاد نہ تھی بلکہ اُن کے قبلہ و کعبہ نے بھی اپنے متعدد رسائل میں علماء اہل سنت سے یہ مطالبہ کیا ہے چنانچہ "وقعات السنان" ص ۱۸ پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھ کر چھاپ دیا، اور اب اس پر اڑے ہو، جھوٹے بہانوں سے اسے بنانے کے پیچھے پڑے

ہو یوں ہی لکھ کر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگوہی و نانوتوی و اسمٰعیل دہلوی کی نسبت چھاپ دو گے؟

پھر اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

"ہاں ہاں وہ تو محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کو منہ بھر کر کہا۔ اور چھاپ دیا" اپنے بڑوں کی طرف ایسا خیال کرتے کلیجہ چار چار ہاتھ اچھلے گا یہ ہے تمہارا اسلام، یہ ہے تمہارا ایمان، الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ مسلمانو! اس سے زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے؟

قبلہ رضاخانیت کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حق ظاہر ہونے کا آخری اور اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ "حفظ الایمان کی جیسی عبارت بزرگانِ جماعت دیوبند کے حق میں لکھ دی جائے بس گورداسپوری صاحب کا یہ مطالبہ فی الحقیقت ان کے قبلہ و کعبہ کا مطالبہ تھا، جس کو حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے پورا کر کے اور حفظ الایمان کی عبارت لفظ بہ لفظ حضرت حکیم الامت مدظلہم العالی کے حق میں لکھ کر اور پھر اس کو اپنے رسالہ "الفرقان" میں چھاپ کر پایۂ رضاخانیت کی تجویز کے مطابق بھی حق واضح فرما دیا اور اس طرح گویا بحث "حفظ الایمان" کا متفقہ فیصلہ ہو گیا۔

اور پھر وہی عبارت بلفظہا مولوی حامد رضاخان صاحب کے حق میں چھاپ کر، اور ان کو کھلا چیلنج دے کر کہ:

"اگر اس عبارت میں اپنی توہین سمجھتے ہو تو ہم پر ازالۂ حیثیت عرفی کا دعوے کر کے باضابطہ مقدمہ چلا دو"

اتمام حجت کو بالکل آخری حد تک پہنچا دیا اور رضاخانیوں کے لئے کسی کروٹ چین نہ کی:

گنجائش نہ چھوڑی۔

سنتا ہے کہ بعض چالاک رضاخانی اپنے جاہلوں کے بہلانے کے لیے اب اس کا
یہ جواب دیتے ہیں کہ:

"یہ کیا ضروری ہے کہ جس بات سے حضور اقدس کی توہین ہوتی ہو اُس سے
ہمارے مولوی حامد رضا خان صاحب جیسوں کی بھی توہین ہو۔ پس اگر حفظ الایمان
کے الفاظ سے مولانا حامد رضا خان صاحب کی توہین نہیں ہوتی اور اسی واسطے
وہ مولانا محمد منظور صاحب کے خلاف کوئی قانونی کاروائی نہیں کر سکتے تو اس
سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے حضور اقدس کی توہین بھی نہیں ہوتی۔"

ہم چاہتے ہیں کہ آج اس ابلہ فریبی کا پردہ بھی چاک کر دیں۔

ہم حسام الحرمین اور تمہید ایمان سے مولوی احمد رضا خان صاحب کی وہ عبارات پہلے
نقل کر چکے ہیں جن میں انہوں نے "حفظ الایمان" کی اس عبارت کے متعلق ذیل کے
دعوے کیے ہیں۔

۱۔ اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر
بچے اور ہر پاگل بلکہ جانور کو حاصل ہے۔

۲۔ اس عبارت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور چناں و چنیں (یعنی جانوروں و پاگلوں) میں
برابری کی گئی ہے۔

۳۔ اس عبارت میں گویا کہا گیا ہے کہ:

"نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے" (معاذ اللہ)

پس جب کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے نزدیک عبارت "حفظ الایمان"

کا مطلب یہ ہے، اور اُس میں صراحتہً یہ سب کچھ کہا گیا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ اس سے ہر معمولی سے معمولی انسان کی بھی توہین ہوگی۔ دیکھئے اگر کوئی شخص کہے کہ:

"غیب کی باتوں کا جیسا علم مولوی حامد رضا خان صاحب کو ہے ایسا تو ہر جانور (اور اُن کے آبا جان کی زبان میں) ہر گدھے، کتّے، اُلو، سُور کو حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے ضرور اُن کی توہین ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا اگر کوئی بدتمیز یوں بکے کہ۔ ہر گدھا جناب مولوی حامد رضا خان کے برابر ہے، اور مولوی حامد رضا خان صاحب اور جانوروں (لنگوروں، بندروں وغیرہ) میں کیا فرق ہے؟ تو یقیناً اس سے مولوی حامد رضا خان صاحب کی سخت توہین ہوگی جس سے خود ہمارا دل بھی دُکھے گا۔ پس جب کہ بڑے خان صاحب کے دعوے کے مطابق حفظ الایمان کی عبارت کا بھی یہی مطلب ہے اور اس میں بھی یہی گالیاں ہیں، تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس عبارت سے مولوی حامد رضا خان صاحب کی توہین نہ ہوتی ہو۔"

پھر اُن کی طرف سے مولانا محمد منظور صاحب کے خلاف کسی قانونی کارروائی کے نہ ہونے کے معنے صرف یہی ہو سکتے ہیں کہ اس عبارت میں فی الحقیقت توہین کا شائبہ بھی نہیں اور مولوی احمد رضا خان صاحب کے سارے مذکورہ بالا دعوے محض غلط، باطل اور بے بنیاد ہیں۔

اس کے بعد آج ہم حضرت مولانا نعمانی صاحب مدظلہ کے اس باطل شکن چیلنج کو پھر دُہراتے ہیں اور پھر اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب عبارت حفظ الایمان کو لفظاً بلفظ مولوی حامد رضا خان صاحب کے حق میں لکھ کر شائع کر چکے۔

پس جس رضاخانی کو اس میں توہین کا شائبہ بھی معلوم ہوتا ہو تو وہ مولانا ممدوح پر ہتک عزت کا دعویٰ کرا کے فیصلہ کرالے۔

لیکن ہم پھر پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مولوی حامد رضا خان صاحب ہرگز اس کے لیے آمادہ نہ ہوں گے کیونکہ ان کو کامل یقین ہے کہ وہ عبارت بالکل صاف اور بے غبار ہے اور اس میں توہین کا شائبہ تک نہیں ہے، اور اس کے متعلق ان کے ابا جان کے وہ تمام دعوے جو "حسام الحرمین" اور "تمہید ایمان" وغیرہ میں کئے گئے ہیں، کذب خالص اور افتراء محض ہیں، لہٰذا اب رضاخانیوں کے لیے عافیت اسی میں ہے کہ وہ "حفظ الایمان" کی عبارت کا ذکر ہی چھوڑ دیں!

کیا ہے رضاخانیت کا کوئی حیادار اور غیرت مند فرزند جو اپنے قبلہ وکعبہ مولوی حامد رضا خان صاحب سے حضرت مولانا نعمانی کے خلاف دعویٰ دائر کرا کر ہمارے اس خیال کو غلط ثابت کر دے اور پھر عدالت سے اس نزاع کے آخری فیصلہ کی صورت نکل آئے! ہل من مجیب؟

"جو صاحب اس کام کو کرا دیں وہ ہم سے ایک سو روپیہ نقد بطور انعام حاصل کرنے کے مستحق ہوں گے۔"

اس پر بھی اگر کوئی آمادہ نہ ہو تو بشرطِ حیا "حفظ الایمان" کے متعلق کسی رضاخانی کو آئندہ کچھ کہنے اور لکھنے کا حق نہیں، بس اسی پر "حفظ الایمان" کا مناظرہ ختم ہے۔

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین۔

یہاں تک گورداسپوری صاحب کے "پیغام موت" کا جواب مع زیادات مکمل ہو گیا اور ساتھ ہی، بحمداللہ "حفظ الایمان" کا مناظرہ بھی ختم ہو گیا، اب ہم "سعارضہ بالمثل" کے طور پر اُن سے عرض کرتے ہیں کہ آپ تو حضرت مولانا تھانوی، مدظلہ، کا کفر دوسروں کے مسلمات کی بنا پر ثابت کرنا چاہتے تھے، اور انتہائی مغالطہ آفرینیوں کے باوجود کچھ بھی ثابت نہ کر سکے، آیئے اب ہم آپ کو خود آپ کے گھر میں ایک ایسا اقراری کافر بتلائیں جو دوسروں کے نہیں بلکہ خود اپنے ہی مسلمات اور اپنے ہی اقرار سے کافر ٹھہرتا ہے۔ اگر آپ کو ایسے اقراری کافروں کی تلاش ہے تو دیوبند، تھانہ بھون، یا لکھنؤ کی خاک چھاننے کی ضرورت نہیں خود بریلی بلکہ آپ کے گھر میں ہی آپ کا یہ مطلوب و مقصود مل جائے گا، بشرطیکہ آپ دیدۂ بصیرت سے دیکھیں۔ پتہ، نشان بلکہ مکمل ثبوت بھی ہم سے لیجئے اور اس اقراری کافر کو پکڑ لیجئے۔

مکفر المسلمین، مجدد المبتدعین خان صاحب بریلوی کا اقراری کفر!

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

خوش نوایانِ چمن کو غیب سے مژدہ ملا

دام میں صیاد اپنے مبتلا ہونے کو ہے

خان صاحب کے تمام معتقدین و متوسلین کو معلوم ہوگا کہ موصوف نے حضرت مولانا

شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی متعدد تصانیف "الکوکبۃ الشہابیہ"، "سل السیوف الہندیہ"، "سبحان السبوح" وغیرہا میں سینکڑوں جگہ یہ دعوے کئے ہیں کہ:

"انہوں نے خدا کو جھوٹا کہا، اس کی تنقیص کی، اس کو عیب لگائے، اس کے رسولوں کی توہین کی، بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت ناپاک گالیاں دیں، ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ تمام ضروریاتِ دین کا انکار کیا، وغیرہ وغیرہ۔"

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بریلوی خان صاحب کے یہ وہ دعوے ہیں جن سے ان کی کتابیں لبریز ہیں، ہم محض نمونے کے طور پر صرف "الکوکبۃ الشہابیۃ" سے چند عبارات اس کے متعلق نقل کرتے ہیں:

الکوکبۃ الشہابیۃ ص ۱۵ پر حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل فرما کر لکھتے ہیں:

"اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے۔"

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر حضرت شہید رح کی اور عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں۔"

پھر اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

"اسی قول میں صراحۃً مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب و آلائش کا آنا

جائز ہے۔" (الکوکبہ ص ۱۷)

پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

"اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی طرح کی

جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی

تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، اونگھنا، بہکنا، بھولنا، جورو، بیٹا، بندوں

سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلت و خواری کے باعث

دوسرے کو اپنا یار و بنانا، وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا۔"

ان عبارات میں حق جل جلالہ کی جس قدر توہین و تنقیص اور اس کی شان عزیز و رفیع میں

جیسی ناپاک اور گندی گستاخیاں ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے تصور سے بھی ہر مومن کانپ اٹھے

گا، لیکن خان صاحب کے نزدیک حضرت شاہ شہیدؒ نے بارگاہ خداوندی اور حضرت صمدی

میں یہ سب گستاخیاں کی ہیں۔

اسی طرح ان کے نزدیک شاہ شہید رح نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بھی

سخت گستاخیاں کی ہیں، چنانچہ اسی کتاب "الکوکبۃ الشہابیۃ" ص ۲۲ پر شاہ شہیدؒ کی ایک عبارت

کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

"یہ حضرات اولیاء و انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کو نتا کارے لوگ کہا گیا

یہ ان کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی

کفر خالص نہیں؟"

نیز اسی کتاب کے ص ۱۹ پر حضرت شہید رح کی ایک عبارت کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

"یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا۔"

پھر اسی کتاب میں "صراطِ مستقیم" کی ایک عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"مسلمانو! مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو .... پادریوں اور پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں اور مشرکوں کی کتابیں دیکھو .... ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے .... مگر اس مدعی اسلام بلکہ .... مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس بے جگری سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے ... مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی .... اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔"

(ملخصاً بلفظہٖ از الکوکبۃ الشہابیہ ص ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ خان صاحب کے نزدیک حضرت شہیدؒ نے حق تعالےٰ کی شانِ پاک میں نہایت سخت گستاخیاں کیں، اس کو بدترین عیب لگائے، ہر عیب و آلائش کا اس میں آنا جائز مانا۔

علیٰ ہذا حضرات انبیاء و مرسلین کی جناب میں کھلی گستاخیاں کیں، ان کے اور نہ صرف ان کے بلکہ تمام ایمانیات (ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ) کے بھی ماننے سے انکار کیا۔

پھر بالخصوص سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رفیع میں نہایت ناپاک اور لعنتی کلمے لکھے، ایسی صریح گالیاں دیں، اور ایسی کھلی گستاخیاں کیں کہ جن میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔

لیکن ان تمام سنگین جرائم کے باوجود جن میں سے ایک بھی قطعی تکفیر کے لیے کافی ہے اور جن کے مرتکب کو کافر نہ جاننے کی وجہ سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے، مولوی احمد رضا خان صاحب حضرت شہید رہ کو کافر نہیں کہتے۔

چنانچہ اسی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" میں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس قسم کے ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حد و بے شمار کفریات ثابت کرنے کے بعد آخری صفحہ پر لکھتے ہیں:

"بالجملہ ماہ نیم ماہ مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم۔ اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب۔"

اس عبارت کا حاصل صاف یہی ہے کہ اسمٰعیل شہید رہ پر اگرچہ وجوہ کثیرہ سے دیکھئے ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حد و بے شمار وجوہ سے کوکبہ ص ۵۹) جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً کفر لازم ہے اور اگرچہ جماہیر فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات کی رو سے وہ اور اُن کے متوسلین و معتقدین کافر و مرتد ہیں اور اگرچہ باجماع ائمہ از سر نو مسلمان ہونا

پر فرض ہے۔

لیکن ہمارے (یعنی جناب خان صاحب بریلوی کے) نزدیک ان کو کافر نہ کہنا اور ان کی تکفیر سے زبان روکنا ہی ماخوذ اور مختار و پسندیدہ اور مناسب ہے۔

اسی طرح "سبحان السبوح" میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں پر بحضر توجیہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر آخر حکم یہی لکھا کہ:

"علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے، وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اسی پر فتوی ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔"

اور نیز اسی "سبحان السبوح" ص ۹۰ پر لکھا:

"اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی۔"

(تمہید ایمان مصنفہ خان صاحب بریلوی ص ۴۳)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان خان صاحب نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ تسلیم کرتے ہوئے بلکہ اپنے نزدیک پر زور دلائل سے ثابت کرتے ہوئے کہ:

"انہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ کی شان میں صریح گستاخیاں کیں، اس کو ناپاک عیب لگائے، انبیاء کرام کی صریح توہین کی، ان کا بلکہ تمام ایمانیات کا صاف

انکار کیا۔ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید گستاخیاں کیں آپ کی نسبت صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے اور ایسی گندی گالیاں دیں کہ پادری پنڈت بھی نہیں دیتے اور جن میں کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی اور حضور اقدس کو اس سے سخت ایذا بھی پہنچی۔ غرض ان تمام مہیب کفریات کے باوجود بھی اور پھر اس اقرار کے باوجود بھی کہ ان پر جزما، یقیناً، اجماعاً کفر ثابت ہے اور جماہیر فقہاء اور ارباب فتوے کے نزدیک وہ ضرور کافر مرتد ہیں:۔

اپنا فیصلہ یہ دیا کہ:

"میں ان کے کفر پر حکم نہیں کرتا اور علمائے محتاطین بھی انہیں کافر نہ کہیں یہی مذہب متکلمین ہے اور اسی میں استقامت ہے"۔

اب یہ بھی انہی خان صاحب سے پوچھئے کہ ایسے زبردست مجرم کو کہ جس نے خدا کی شان میں گستاخیاں کی ہوں اس کے رسول کی نسبت صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے ہوں اور ایسی گندی گالیاں دی ہوں کہ جن میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہ ہو۔ غرض ایسے مہاپاپی کو جو شخص کافر نہ مانے وہ خود کیا ہوتا ہے۔

تمہید ایمان ص ۲۰ پر لکھتے ہیں:

"شفاء شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاوے خیریہ وغیرہ میں ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر"	تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"۔

پھر لکھتے ہیں:

"مجمع الانہر و در مختار میں ہے: (واللفظ لہ)

الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا و من شک فی کفرہ وعذابہ کفر"

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔" (تمہید ایمان ص ۲۸)

پھر اسی کے ص ۲۵ پر لکھتے ہیں:

"نہ کہ ایک کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والثنا میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔"

خان صاحب کی ان تمام عبارات کو جوڑ کر نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جزم و یقین کے ساتھ عقائد کفریہ مذکورہ منسوب کرنے کے باوجود ان کو کافر نہ کہنے بلکہ ان کی تکفیر کو خلافِ احتیاط اور بعید از صواب بتلانے کی وجہ سے وہ خود ہی بقول خود کافر اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں، اور اب جو انہیں کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے، احتیاط برتے وہ بھی انہی کے اسی فتوے سے قطعی کافر ہے۔

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

دوسروں کو "موت کا پیغام" سنانے والے گورداسپوری، اور ان کے پردہ میں بولنے والے ان کے قبلے کعبے دیکھیں! کہ اقراری کفر اس طرح ثابت کیا جاتا ہے، اقراری مجرم یوں گرفتار

ہوتے ہیں، اصلی چور ایسے پکڑے جاتے ہیں۔ سچے مقدموں کا ثبوت اس طرح دیا جاتا ہے کہ نہ کوئی پھیر ہے نہ فریب، صغریٰ بھی خان صاحب کا، کبریٰ بھی خان صاحب کا، شکل اول کی ترتیب کی بنا پر نتیجہ یہ کہ:

"خان صاحب بریلوی اپنے اقرار اور اپنے فتوے سے قطعی کافر ہیں۔"

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی اپنے چراغ سے

ضروری انتباہ

ناظرین کرام کو ملحوظ رہے کہ خان صاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا ہے۔ نہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔ ہم تو صرف ان کے فتوے کے ناقل ہیں۔ ہماری کیا مجال کہ ایسا جرنیلی فتوے دے سکیں، اس قسم کے احکام تو کفر کے ہائیکورٹ ہی سے صادر ہو سکتے ہیں۔

اقراری کفر کی دستاویز پر آخری رجسٹری

خان صاحب کو اس اقراری کفر سے بچانے کے لیے ان کی ذریت کی طرف سے جو عذر پیش کیے گئے ہیں جی چاہتا ہے کہ اس جگہ ان کی حقیقت بھی واضح کر دی جائے۔

مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

"چونکہ اسماعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان تمام اقوال سے
توبہ کر لی تھی اس لیے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روک لی
اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا۔" (اطیب البیان ص ۲۴۲)

اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ مولانا شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی عبارات تو واقعی موجب
کفر ہیں، لیکن چونکہ ان کے متعلق توبہ کی شہرت ہے۔ اس لیے تکفیر سے کف لسان
کیا گیا۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ خالص جھوٹ ہے جو محض خان صاحب کو
اقراری کفر کی زد سے بچانے کے لیے بعد میں تراشا گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ جس شخص کا کفر قطع و یقین کے ساتھ ثابت ہو، جس طرح کہ اہل بدعت
کے نزدیک معاذ اللہ حضرت شہید رح کا ثابت ہے، اس کے متعلق محض بے ثبوت
بلکہ بے سروپا توبہ کی افواہ ہرگز ان کے نزدیک قابل التفات و اعتبار نہیں۔

الموت الاحمر ص ۳۰ کے حاشیہ پر بظاہر و برائے نام مولوی مصطفٰے رضا خان صاحب
اور فی الحقیقت ان کے ابا جان خود بڑے خان صاحب ہی اسی احتمال توبہ کے متعلق
صاف لکھتے ہیں کہ:

"اگر نری افواہ بے سروپا یا کن فیکون کے بعد اس کے بعض ہوا خواہوں کا
مکابرۃً ادعا ہو تو اس پر التفات نہ ہوگا۔"

پھر یہ کہ ہماری گفتگو خان صاحب بریلوی کے متعلق ہے اور انہوں نے حضرت
شاہ شہید رح کے متعلق کہیں توبہ کا احتمال نہیں لکھا بلکہ ان کی گذشتہ تصریحات ہی شاہد ہیں
کہ ان کے پیش نظر یہ احتمال تھا ہی نہیں۔ پس ان کی طرف سے یہ عذر کرنا کہ انہوں نے توبہ

کے احتمال کی وجہ سے شہید موصوف کو کافر نہیں کہا محض جہالت اور:

"توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ"

کا مضحکہ خیز مظاہرہ ہے جو صرف مولوی نعیم الدین صاحب جیسے ذی ہوش ہی کا کام

ہو سکتا ہے۔ اگر بے چارے خان صاحب کو اپنے ان خلیفہ صاحب کی اس تاویل کا علم

اس عالم میں ہوا تو وہ ضرور کہیں گے:

"من چہ میگویم و طنبورہ من چہ مے سراید"

خان صاحب کے اس اعتراض کفر کا ایک جواب خود ان کے صاحبزادے بلند اقبال مولوی

مصطفٰے رضا خان صاحب نے بھی دیا ہے جس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ جواب

خود خان صاحب بالقابہم ہی کا اختراع ہے مگر چونکہ اس کو اپنے نام سے شائع کرتے ہیں

خود اپنے منہ اپنے دعووں کی تکذیب کرنی پڑتی تھی اس لیے اس کو صاحبزادے کے نام

سے شائع کیا ہو گا۔

بہر حال خواہ وہ جواب باپ کا ہو یا بیٹے کا ہم کو اس پر بھی نظر ڈالنی ہے۔ اس جواب

کا حاصل یہ ہے کہ شہید رحٓ کی عبارات میں چونکہ تاویل کی گنجائش ہے اور ان کے ایسے مطالب

بھی ہو سکتے ہیں جو موجب کفر نہیں بالفاظ دیگر:

"ان کی عبارات چونکہ معانی کفریہ میں متعین نہیں ہیں اس لیے ان کو کافر کہنا

خلاف احتیاط سمجھا گیا اور ان کی تکفیر سے کف لسان کیا گیا"

الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۰ سے ص ۲۰ تک اس اعتراض کفر کے اٹھانے کے لیے جو ناسزا فرسائی

کی گئی ہے اس کا حاصل یہی ہے۔

"اور ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اکابر علماء دیوبند (حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ وغیرہ) کو تو خان صاحب نے توہین شان رسالت کا مجرم قرار دے کر یہ لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔"

اور شاہ اسمٰعیل شہید رح پر وہی فرد جرم لگانے کے باوجود خود ان کی تکفیر بھی پسند نہ کی بلکہ اس کو خلاف احتیاط لکھا وجہ فرق کیا ہے؟

(اس سوال کے جواب میں) یہی صاحبزادہ مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اصل یہ ہے کہ اسمٰعیل اور حال کے وہابیہ کے اقوال میں فرق ہے ہم اہلسنت متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کسی قول میں تاویل کی گنجائش ہوگی تکفیر سے زبان روکی جائے گی، ممکن ہے کہ اس نے اس قول سے یہی معنی مراد لیے ہوں"

شرح فقہ اکبر میں فرمایا:

"ہاں جب قول ایسا ہو کہ اس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو تو تکفیر کی جائے گی۔"

تو اس قول کے قائل کو جس میں تاویل کی گنجائش ہے اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے کہ وہ معنی ظاہر کے اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس کی خود تکفیر نہیں کرتے کہ احتیاط اس میں ہے۔

اور اس دوسری صورت کے قائل کی تکفیر ضرور ہے کہ اس میں جب اصلاً تاویل نہیں تو تکفیر سے زبان روکنے کا حاصل خود کفر اور طغیان ہے۔" (ملفوظات حصہ اول ص۱۱۱)

اس جواب کا حاصل بھی وہی ہے کہ حضرت شہید رح کی عبارات "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" وغیرہ کی عبارات کی طرح معاذ اللہ کفریہ میں صریح نہیں ہیں بلکہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے اس واسطے ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

لیکن فی الحقیقت یہ جواب نہیں بلکہ اپنے روحانی و جسمانی، علمی و نسبی باپ کی صریح تکذیب ہے، خان صاحب نے جس زور کے ساتھ "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" وغیرہ کے متعلق صریحی تنقیص شانِ رسالت یا انکار ختم نبوت، یا تکذیب حضرت عزت کا دعویٰ کیا ہے۔ بالکل اسی زور اور اسی دم خم کے ساتھ اور اسی نہج پر بلکہ انہی الفاظ میں حضرت شہید رح کی عبارات کے متعلق بھی وہی دعوے کیا ہے۔

ثبوت کے لیے ذیل میں دونوں قسم کی عبارات ملاحظہ ہوں

اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا تھانوی مدظلہ وغیرہ کے متعلق خان صاحب بریلوی کے دعاوئ کفر

۱۔ تمہید ایمان ص ۱۴ پر "حفظ الایمان" کی عبارت پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی"

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انہی خان صاحب بریلوی کے دعاوئ کفر

الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۱ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس نے کس بگڑی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے"

۲۔ تمہید ص ۱۳ پر حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا۔"

۳۔ تمہید ص ۱۰ پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رح کے متعلق لکھتے ہیں:

"کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟"

۴۔ تمہید ص ۱۱ پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ خداوند تعالیٰ کا مکذب قرار دے کر لکھا کہ:

"جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے۔"

۵۔ "جزاء اللہ عدوہ" ص ۷ پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا کہ:

"اور صاف کہہ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں۔"

کوکبۃ الشہابیہ ص ۴۰ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"جا بجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اسے غلط و باطل کہہ جائے۔"

کوکبہ ص ۲۸ پر حضرت شہید رح کے متعلق لکھتے ہیں:

"وہابی صاحبو تمہارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔"

الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۴ پر حضرت شہید رح کے متعلق کہا:

"یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو جانے میں تو حرج نہیں اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر مرتد نہ ہوگا۔ کوکبہ ص ۱۵"

سل السیوف الہندیہ ص ۱۴ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا:

"یہ صراحۃً غیر نبی کو نبی بنایا۔" نیز اسی کے ص ۱۱ پر لکھا "یہ صراحۃً اپنے پیر وغیرہ کو نبی بنانا ہے۔"

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ خان صاحب بریلوی کے نزدیک جس طرح اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ، حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ، اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی عبارات (معاذ اللہ) توہین سرکار رسالت، تکذیب حضرت عزت، اور انکار ختم نبوت میں صریح ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رح کی عبارات بھی ان مضامین کفریہ میں صریح ہیں۔ (دروغ برگردن خان صاحب)

پس صاحبزادہ بلند اقبال کا یہ کہنا کہ ان حضرات کی عبارات میں اس لحاظ سے کوئی فرق ہے اپنے پدر بزرگوار کی کھلی تکذیب اور سخت ناخلفی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت شہید رح کے متعلق خان صاحب کی بہت سی عبارات میں "صراحت" کی تصریح اور "احتمال تاویل" کی صریح نفی بھی موجود ہے۔

چنانچہ الکوکبۃ الشہابیہ، اور سل السیوف الہندیہ، کی اکثر مذکورہ بالا عبارات میں "صراحت" کا صاف ادعا موجود ہے۔ ان کے علاوہ ذیل کی چند عبارتیں بھی ملاحظہ ہوں:

۱۔ "یہاں صراحۃً اللہ تعالےٰ کی طرف جہل نسبت کیا اور اس کے علم قدیم کو ازلی نہ مانا، اور اس کی صفت کو اختیاری جانا، یہ تینوں باتیں صریح کلمۂ کفر ہیں۔"

(سل السیوف الہندیہ ص ۹)

۲۔ "یہاں صاف بے پردہ اقرار کر دیا کہ اللہ عزّ وجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔" (ایضاً ص ۱۰)

۳۔ "یہ صراحۃً حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فحش گالی دینا ہے۔" (ایضاً ص ۱۵)

۴۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا بدعت وضلالت ہے۔" (کوکبہ ص ۱۳)

۵۔ اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں۔" (کوکبہ ص ۱۵)

۶۔ اس دشنام صریح سے قطع نظر الخ" (کوکبہ ص ۲۹)

ان تمام عبارات میں بھی "صراحت" کا صاف ادعا موجود ہے جس کے بعد کسی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خان صاحب کے نزدیک حضرت شہید رح کی عبارات معاذ اللہ کفر میں صریح نہیں بلکہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے۔

اور الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۳ سے جو عبارت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اس میں تو صاف یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ:

"اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔"

اور اسی کوکبہ شہابیہ ص ۲۱ میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات نقل کر کے ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء وملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوگا۔"

پھر اسی پر حاشیہ دیگر لکھتے ہیں:

"اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گڑھے بھی تو اول تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی۔" (شفاء شریف ص ۳۲۲)

ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل ۔۔۔۔۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔

ثانیاً وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کر چکا، تو اس کے کلام میں بناوٹ نری گڑھت ہے۔" (کوکبہ ص ۲۱)

کیا آبا جان کی ان تصریحات کے بعد بھی بیٹے بلند اقبال کو یہ کہنے کا حق رہتا ہے کہ چونکہ:

"اسماعیل کے اقوال میں تاویل کی گنجائش تھی اس لیے احتیاطاً ان کی تکفیر سے زبان روکی۔"

علی ہذا عدم تکفیر کو مسلک متکلمین پر محمول کر کے بھی اقراری کفر سے پیچھا نہیں چھڑایا جا سکتا۔ وہی آبا جان اسی کوکبہ ص ۲۳ کے حاشیہ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کے متعلق لکھتے ہیں:

"امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے۔"

باپ کی اس تصریح اجماع کے بعد فقہاء و متکلمین کا اختلاف دکھلانا اگر سادہ لوحی سے نہیں ہے تو یقیناً باپ کے دعوے کی کھلی تردید اور اپنی نا خلفی کا قابل شرم مظاہرہ ہے۔

بہرحال خان صاحب کو اقراری کفر سے بچانے کے لیے ان کے خلیفہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی اور ان کے صاحبزادے بلند اقبال نے جو مختلف اور متضاد عذر پیش کیے وہ خود بدولت خان صاحب بالقابہم ہی کی تصریحات سے مردود ہیں۔ اور خان صاحب باقرار خویش و بقول خود کافر، اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں کہ اب جو کوئی ان کے اس اقراری کفر میں شک کرے احتیاط برتے اور تکفیر سے کف لسان کرے وہ بھی خود انہی کے اسی فتوے سے ایسا ہی کافر ہے۔

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

وكفى الله المؤمنين القتال، ولعنة الله عداد الرمال على اهل الكفر والضلال بالغدو والآصال۔

ایک ہدایت افروز ضلالت سوز مکالمہ

گورداسپوری صاحب نے اپنے رسالہ "پیغام موت" کے آخر میں ایک فرضی مکالمہ بھی لکھا ہے اس کے جواب میں بھی ایسا ہی ایک مکالمہ حاضر ہے۔

مولوی عبید الحق "صاحب لکھنؤ سے مرادآباد جارہے ہیں۔ جیسے ہی ٹرین بریلی کے اسٹیشن پر پہنچی، ایک صاحب نہایت بھڑکیلا جبہ پہنے اور ویسا ہی فوق البھڑک عمامہ باندھے جن کے ایک ہاتھ میں نہایت قیمتی چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں غالباً مرجان کی بیش قیمت تسبیح تھی۔ اسی طرح ڈبہ میں داخل ہوئے۔ جس میں ہمارے مولانا عبید الحق صاحب معمولی کھدر کے کپڑے پہنے ایک طرف بیٹھے کسی کتاب کے مطالعہ میں مستغرق تھے مسافروں کی کثرت کی وجہ سے ڈبہ میں جگہ بالکل خالی نہ تھی اس لیے بے چارے جبہ پوش مولوی صاحب کو ایک طرف کھڑا ہوجانا پڑا۔ مولوی عبید الحق صاحب نے ان صاحب کو جب اس بے چارگی کی حالت میں کھڑا دیکھا تو اپنے قریب والے مسافروں کی خوشامد کرکے کچھ جگہ نکالی اور ان کو اپنے پاس بلا کر بٹھالیا۔ اس کے بعد سلسلہ کلام اس طرح شروع ہوا۔

جُبّہ پوش نووارد، جناب کا اسم شریف؟

مولینا عبید الحق :- خاکسار کو "عبید الحق" کہتے ہیں اور جناب کا اسم گرامی؟

جبہ پوش نو وارد :- بندہ کا نام "عبد الرضا خان" ہے۔

مولینا عبید الحق :- کیا فرمایا "عبد الرضا خان"؟ ایسے نام تو شرعاً جائز نہیں ہیں جن میں عبدیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف۔ کی گئی ہو مجھے یاد آتا ہے کہ حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی رح نے شرح مشکوٰۃ میں ایسے ناموں کے ناجائز و حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔

مولوی عبد الرضا خان صاحب :- کی ہوگی، ہمارے اعلیٰ حضرت نے ایسے ناموں کو جائز لکھا ہے اور ہم انہی کے پیرو ہیں۔ وہی اس زمانہ کے مجدد تھے اور ان کا حکم ہم کو یہ ہے کہ:

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے[1]"

مولینا عبید الحق :- استغفر اللہ میں حکم شرعی بیان کر رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے اعلیٰحضرت نے جائز لکھا ہے۔

مولوی عبد الرضا خان صاحب :- معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیوبندی ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔

مولینا عبید الحق صاحب :- میں دیوبند کا باشندہ تو نہیں ہوں، البتہ دار العلوم دیوبند میں میں نے تعلیم ضرور حاصل کی ہے۔ اس لیے آپ کی اصطلاح کے اعتبار سے میں ضرور

---

[1] وصایا شریف ص ۱۲

دیوبندی ہوں گا۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ جب ہی آپ کو اعلیحضرت کے نام سے چڑ ہے، کیونکہ انہوں نے سارے دیوبندیوں کو کافر ثابت کیا ہے۔

مولینا عبدالحق صاحب:۔ جی ہاں مجھے بھی معلوم ہے کہ انہیں لوگوں کو کافر بنانے کا پورا پورا مالیخولیا تھا یہاں تک کہ جب وہ علماء دیوبند کو کافر بنا چکے، علماء ندوۃ العلماء کو کافر بتلا چکے جماعت اہل حدیث کی تکفیر بھی کر چکے اور کوئی اسلامی جماعت کافر بنانے کے لیے باقی نہیں رہی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو بھی کافر کہا، اپنے مریدین و معتقدین کی بھی تکفیر کی حتیٰ کہ جو شخص ان کو مسلمان سمجھے اس پر بھی کفر کا فتویٰ دیا۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ (نہایت حیران اور غضبناک ہو کر) آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

مولینا عبدالحق صاحب:۔ جی ہاں ثبوت، اور کافی ثبوت، اور تمام آپ کے اعلیحضرت کی تحریروں سے اس کا ثبوت دیا جا سکتا ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ اچھا تو بسم اللہ ثابت کر کے دکھایئے!

مولینا عبدالحق صاحب:۔ سنیے اور بگوش ہوش سنیے! یہ تو غالباً آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ آپ کے اعلیحضرت نے اپنی متعدد کتابوں میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

"انہوں نے معاذ اللہ خدا کو جھوٹا کہا اس کو طرح طرح کے عیب لگائے، ضروریات دین، ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ کا انکار کیا سید الانبیاء رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہایت گندی گھنونی گالیاں دیں کھلے کافر

پادری، پنڈت بھی ایسی گالیاں نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ ؎

بہر حال آپ کے اعلحضرت نے حضرت مولینا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ سب کچھ لکھا ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو تو الکوکبۃ الشہابیہ، اور سل السیوف الہندیہ، یہ میرے پاس موجود ہیں، ان میں آپ اپنے اعلحضرت کی یہ تصریحات، دیکھ سکتے ہیں۔

(مولوی عبدالرضا خان صاحب نے اصل عبارتیں ان دونوں کتابوں میں دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیا اور مان لیا کہ بے شک انھوں نے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے بعد مولینا عبید الحق صاحب نے فرمایا)

جب یہ بات آپ ذہن نشین کر چکے تو دوسری بات آپ یہ سمجھئے کہ آپ کے انہی اعلحضرت نے اپنی کتاب تمہید ایمان میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"جو شخص اللہ تعالےٰ کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص کر کے کافر ہو اس کو کافر نہ کہنے والا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے ؎"

اپنے اعلحضرت کی تصریحات خود انہی کے الفاظ میں سنئیے! (اس کے بعد مولانا عبید الحق صاحب نے تمہید ایمان ص ۲۸، ۳۵ سے چند عبارتیں پڑھ کر سنائیں جن کا مضمون یہی تھا۔ اور مولوی عبدالرضا خان صاحب نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی اعلحضرت نے ایسا ہی لکھا ہے بلکہ کہا کہ مسئلہ بھی یہی ہے۔

اس کے بعد مولینا عبید الحق صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے اسی تمہید ایمان میں آپ کے یہی اعلحضرت مولینا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنا حکم یہ لکھ رہے ہیں:

"اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا"

(تمہید ایمان ص ۴۲)

نیز لکھتے ہیں:

"علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے اور یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو، اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت" (تمہید ایمان ص ۴۲)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت، مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کی تکفیر کو خلاف احتیاط بلکہ خلاف صواب اور سلامت و استقامت سے دور سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک مولانا شہید رح اللہ تعالیٰ کی تکذیب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے مجرم ہیں اور ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا "تمہید ایمان" ص ۲۸، ۳۵ کی عبارات کی رو سے کافر ہے۔

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے اعلیٰحضرت خود اپنے فتوے سے کافر ہیں اور ان کے تمام مریدین و معتقدین جو ان کی ان تحریرات سے متفق ہیں وہ بھی ایسے ہی کافر ہیں، بلکہ جو شخص آپ کے اعلیٰحضرت کی ان عبارات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان کہے وہ بھی خود انہی کے اسی فتوے سے ایسا ہی کافر ہے وہلم جراً۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب: (مبہوت ہیں، حیران ہیں، پریشان ہیں)

مولوی علیدالحق صاحب: جناب مولٰنا! اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں یہ خدا کا عذاب ہے یہ بے گناہ مسلمانوں کو کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ آپ کے اعلیٰحضرت نے اکابر علماء اسلام حضرت شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ، حضرات علماء دیوبند کو کفر کے

جال میں پھانسنا چاہا تھا۔ قدرت نے خود انہی کو ان کے۔ بچھائے ہوئے جال میں پھنسا دیا ؎

"کردنی خویش آمدنی پیش"

فطرت کا قانون ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ صاحب! آپ نے تو مجھے عجیب چکر میں دے دیا، واقعی اعلحضرت سے یہاں تو بڑی چوک ہو گئی، خیر اس پر میں فرصت میں غور کروں گا، اب رامپور کا اسٹیشن آ گیا اور مجھے یہیں اترنا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آپ سے کچھ دیر تک باتیں نہ ہو سکیں، ورنہ میں تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات پر ضرور آپ سے کچھ اور گفتگو کرتا۔

مولوی عبید الحق صاحب:۔ مجھے بھی افسوس ہے کہ بہت جلدی یہ صحبت ختم ہو گئی لیکن اگر فی الحقیقت آپ کو تحقیق حق منظور ہے تو میں آپ کو صرف ایک رسالہ (معرکۃ القلم) دیتا ہوں اس کو غور اور انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرما لیجئے، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ تحذیر الناس وغیرہ کے متعلق آپ کے اعلحضرت نے جو کچھ لکھا ہے اس میں حق و دیانت کا کیسا خون کیا ہے۔

جب آپ اس کو ملاحظہ فرما چکیں تو میرا جو پتہ اس پر لکھا ہوا ہے اسی پتہ پر مراد آباد بیرنگ بھیجدیں میں خود محصول دے کر وصول کر لوں گا۔

سلسلہ کلام یہیں تک پہنچا تھا کہ رامپور کا اسٹیشن آ گیا اور مولوی عبدالرضا خان صاحب، "السلام علیکم" کہہ کر رخصت ہو گئے۔

مولٰینا عبید الحق صاحب بھی مراد آباد پہنچ گئے۔ دس بارہ دن گذرنے پر ایک ڈاک پارسل

رامپور سے پہنچا جس میں "معرکۃ القلم" تھا اور اس کے ساتھ ایک خط رکھا ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا۔

"میرے ہادی میرے محسن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے آپ کا عطا کردہ رسالہ "معرکۃ القلم" بغور پڑھا اور بار بار پڑھا اور "حسام الحرمین" "و تمہید ایمان" کو بھی سامنے رکھ کر پڑھا الحمد للہ کہ حق واضح ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ "تحذیر الناس" وغیرہ کی عبارات پر جو کفر کا فتویٰ "حسام الحرمین" میں دیا گیا ہے وہ بالکل غلط اور خلاف صداقت و دیانت ہے اور واقعی اس میں حق و انصاف کا بڑا خون کیا گیا ہے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے گمراہی سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین!

اسی تحقیق کے سلسلہ میں میں نے یہاں اور بھی کچھ کتابیں مہیا کر لی ہیں۔ علماء دیوبند کی متعدد کتابیں دیکھ چکا ہوں فی الحقیقت یہ لوگ بڑے محقق ہیں ان کی کتابوں نے ایک ہی ہفتہ میں میرے عقائد کی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ اب میں اپنے پہلے مبتدعانہ عقائد سے تائب ہو چکا ہوں اور میں نے اپنا نام بھی بجائے "عبد الرضا" کے عبد الرحمان رکھ لیا ہے آپ بھی استقامت اور مزید ہدایت کے لیے دعا فرمائیں والسلام"

بندہ عبد الرحمان خان عفی عنہ

تمت بالخیر

مقدمۂ کتاب کے ماخذ



۱ : آزادیٔ ہند : رئیس احمد جعفری : مقبول اکیڈمی لاہور : ۱۹۶۹ء

۲ : آئینہ صداقت : پروفیسر فیروز الدین روحی : ادارہ تبلیغ القرآن گولیمار کراچی ۱۹۵۵ء

۳ : ابن الوقت ولایت شاہ اور اس کے پیر کی مذبوحی حرکات : منشی اللہ دتا عرائض نویس گجرات : ہندوستان پریس ہسپتال روڈ لاہور : ۱۹۳۲ء

۴ : اجلی انوار رضا : مولوی حامد رضا خان : نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سن تالیف ۱۳۳۴ء

۵ : احسن الوعاء لآداب الدعاء مع : مولوی محمد نقی علی خان :
ذیل المدعاء لاحسن الوعاء : مولوی احمد رضا خان : مطبع اہلسنت وجماعت بریلی : ۱۳۲۱ھ

۶ : احکام شریعت : مولوی احمد رضا خان :

۷ : احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ : مولوی حشمت علی خان : مطبع سلطانی واقع پیرولین ۱۴ بمبئی نمبر ۹ : ۱۳۵۸ھ

۸ : اطائب الصیب علی ارض الطیب : سید محمد عبد الکریم قادری : مطبع اہل سنت و جماعت بریلی : سن تالیف : ۱۳۱۹ھ

۹ : اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب : مولوی احمد رضا خان : سنی رضوی کتب خانہ : فیصل آباد۔

۱۰ : اقبال کے ممدوح علماء ، قاضی افضل حق قریشی ، مکتبہ محمودیہ ، لاہور ۱۹۷۸ء

۱۱ : اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ ، محمد حسن علی رضوی ، مکتبہ فریدیہ ، ساہیوال

۱۲ : انوارِ رضا ، ناشر ، شرکت حنفیہ لمیٹڈ ، لاہور ، ۱۳۹۷ھ

۱۳ : اہلاک الوہابیین علیٰ توہین قبور المسلمین ، مولوی احمد رضا خان ، مطبع اہلسنت وجماعت
بریلی ، سن تالیف : ۱۳۲۱ھ

۱۴ : باغ فردوس ، سید ایوب علی رضوی ، رضوی کتب خانہ بہاری پور ، بریلی ، ۱۳۵۳ھ

۱۵ : برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی :

۱۶ : بریلی فتوے ، مولانا نور محمد ، انجمن ارشاد المسلمین ، لاہور ، ۱۹۷۹ء

۱۷ : بصیرت ، (حصہ اوّل) ، سید محمود احمد رضوی ، مکتبہ رضوان ، لاہور ، ۱۹۷۶ء

۱۸ : مقالاتِ یوم رضا (اصلی) ، ناشرین ، دائرۃ المصنفین ، اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

۱۹ : " " (ترمیم شدہ) : " " " : اردو بازار لاہور

۲۰ : تاریخ وہابیہ ، حکیم محمد رمضان علی قادری ، مکتبہ معین الاسلام ، لائلپور ۱۹۷۱ء

۲۱ : تاریخ وہابیہ و دیوبندیہ ، منشی محمد لعل خان ، کلیمی پریس ۲۲/۴ مچھوا بازار سٹریٹ
کلکتہ ، سن تالیف : ۱۳۳۴ھ

۲۲ : تبلیغی جماعت ، ارشد القادری ، ناشر ، مظہر فیض رضا ، برج منڈی ، لائلپور

۲۳ : تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ ، مولوی ابو الطاہر محمد طیب ، بریلی الیکٹرک پریس بریلی
۱۳۹۱ھ

۲۴ : تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس ، مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ ، مطبع قاسمی دیوبند

۲۵ : تحقیقات قادریہ ، محمد جمیل الرحمن خان ، شائع کردہ ، جماعت رضائے مصطفیٰ ، بریلی
۱۳۲۹ھ

۲۶ : تذکرہ اکابر اہلسنت ، محمد عبد الحکیم شرف قادری ، مکتبہ قادریہ ، لاہور ، ۱۹۷۶ء

۲۶ : تفسیر نبوی جلد چہارم : مولوی نبی بخش حلوائی : رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور

۲۷ : تلخیص تکفیری افسانے : مولانا نور محمد : ناشر : مولانا محمد دین : نواں کوٹ لاہور ۱۹۷۶ء

۲۸ : تمہید ایمان بآیات قرآن : مولوی احمد رضا خان : مطبوعہ مع حسام الحرمین : اشرفی کتب خانہ : اندرون دہلی دروازہ : لاہور

۳۰ : جماعت اسلامی : ارشد القادری : نوری بک ڈپو : لاہور : سن تالیف ۱۹۶۵ء

۳۱ : جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة : مولوی احمد رضا خان : مکتبہ نبویہ لاہور : ۱۹۷۴ء

۳۲ : الجوابات السنیة علی زهاء السوالات اللیگیه : مسلم لیگ کے خلاف چار بریلوی علماء کے فتاویٰ کا مجموعہ : مطبع سلطانی : بمبئی : ۱۳۵۸ھ

۳۳ : حدائق بخشش : مولوی احمد رضا خان :

۳۴ : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین : مولوی احمد رضا خان : اشرفی کتب خانہ : لاہور

۳۵ : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین : مولوی احمد رضا خان : مکتبہ نبویہ لاہور : ۱۹۷۵ء

۳۶ : حیات اعلیٰ حضرت : مولوی ظفر الدین بہاری : مکتبہ رضویہ : آرام باغ کراچی۔

۳۷ : حیات خلیل : محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری : مکتبہ اسلام : گوئن روڈ : لکھنؤ

۳۸ : خالص الاعتقاد : مولوی احمد رضا خان : الشیخ غلام علی اینڈ سنز : لاہور

۳۹ : خطبات عثمانی : پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی : ندر سنز : لاہور : ۱۹۷۲ء

۴۰ : خلاصہ فوائد فتاویٰ : مولوی احمد رضا خان : مطبوعہ مع حسام الحرمین۔ اشرفی کتبخانہ لاہور۔

۴۱ : دائرۃ المعارف اسلامیہ (اردو) جلد دوم : زیر اہتمام : دانش گاہ پنجاب : ۱۹۶۶ء

۴۲ : دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) جلد پنجم : زیراہتمام : دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۷۱ء
۴۳ : دفع زیغ زاغ : مولوی احمد رضا خان :
۴۴ : الدلائل القاھرہ علی الکفرۃ النیاشرہ : مولوی احمد رضا خان ، مطبع سلطانی ، بمبئی ۱۹۴۲ء
۴۵ : دوام العیش فی الائمۃ من قریش : مولوی احمد رضا خان ، مطبع حسنی بریلی ۱۳۳۹ھ
۴۶ : الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ : مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ رضویہ کراچی نمبرا : ۱۹۷۶ء
۴۷ : ذکر آزاد :
۴۸ : ذکر اقبال : عبدالمجید سالک ، بزم اقبال ، کلب روڈ لاہور
۴۹ : رد شہاب ثاقب بر وہابی خائب : مولوی محمد اجمل شاہ ، ازہر بک ڈپو ، آرام باغ کراچی ، سن تالیف ۱۹۵۴ء
۵۰ : روزگار فقیر ، فقیر سید وحید الدین ، لائن آرٹ پریس کراچی۔
۵۱ : زیارت نامہ ، مولانا محمد سراج الیقین کرسوی ، فخر المطابع لکھنؤ ، ۱۹۱۴ء
۵۲ : سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح : مولوی احمد رضا خان ، دارالاشاعت جماعت نوری بازار داتا صاحب لاہور ، سن تالیف ۱۳۰۷ھ
۵۳ : سرگزشت اقبال : ڈاکٹر عبدالسلام خورشید : اقبال اکادمی پاکستان لاہور ۱۹۷۷ء
۵۴ : سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ : مولوی احمد رضا خان : نوری کتب خانہ لاہور : سن تالیف ۱۳۱۲ھ
۵۵ : سوانح اعلیٰ حضرت ، بدرالدین احمد رضوی : نوری بک ڈپو ، لاہور ، سن تالیف ۱۹۶۳ء۔

۵۶ : السہم الشہابی علیٰ خداع الوہابی : مولوی احمد رضا خان ، مطبوعہ مع الفضل الموہبی : باہتمام ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور

۵۷ : سیف المصطفیٰ علیٰ ادیان الافترا ، : افادات مولوی احمد رضا خان ، نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب : لاہور

۵۸ : شمس العارفین : مولانا سراج الیقین کرسوی رح ، مقبول المطابع ہردوئی ، سن تالیف ۱۳۲۳ھ

۵۹ : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب : مولانا حسین احمد مدنی رح ، طبع اول میرٹھ

۶۰ : " " " " " " " ، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ۔

۶۱ : الصوارم الہندیہ : مولوی حشمت علی خان ، مکتبہ فریدیہ ، ساہیوال ، سن تالیف ۱۳۴۵ھ

۶۲ : الطاری الداری لہفوات عبد الباری : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان ، حسنی پریس بریلی ، سن تالیف : ۱۳۳۹ھ ، (۳ حصے)۔

۶۳ : عاشق رسول : پروفیسر محمد مسعود احمد ، مرکزی مجلس رضا : لاہور : بار اول ۱۹۰۶ء

۶۴ : عبارات اکابر : مولانا محمد سرفراز خان صفدر : ادارہ نشر و اشاعت ، مدرسہ نصرت العلوم : گوجرانوالا :

۶۵ : العضوب السنیہ علی الاحزاب الدیوبندیہ : مولوی ابو الطاہر محمد طیب ، اہل سنت برقی پریس مراد آباد : ۱۳۴۸ھ

۶۶ : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد اول : مولوی احمد رضا خان ، سنی دار الاشاعۃ لائل پور : ۱۹۷۶ء

۶۷ : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد دوم : مولوی احمد رضا خان ، سنی دار الاشاعت لائل پور : ۱۹ء

۶۸ : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد چہارم ، مولوی احمد رضا خاں ، سنی دارالاشاعت لائل پور : ۱۹۷۴ء

۶۹ : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد پنجم : مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۳۹۲ھ

۷۰ : علماءِ ہند کا شاندار ماضی جلد دوم ، مولانا محمد میاں رح :

۷۱ : غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول : سید احمد آفندی برزنجی رح ، مفتی مدینہ منورہ ، مطبع سعیدی : رامپور۔

۷۲ : فاضل بریلوی علماءِ حجاز کی نظر میں ، پروفیسر محمد مسعود احمد ، مرکزی مجلس رضا لاہور بار سوم : ۱۹۷۶ء۔

۷۳ : فتاوی مظہری ، پروفیسر محمد مسعود احمد ، مدینہ پبلشنگ کمپنی ، کراچی ۱۹۷۰ء

۷۴ : فیصلۂ خصومات از محکمۂ دار القضات : مولوی عبد الرؤف جگنپوری ، برقی پریس دہلی : ۱۳۵۲ھ

۷۵ : قاطع الورید من المبتدع العنید ، مولانا محمد اسحاق بلیاوی رح ، مطبع بلالی ، واقع ساڈھورہ : ۱۳۲۳ھ

۷۶ : قبالۂ بخشش ، صوفی جمیل الرحمن قادری ، مکتبہ نوریہ رضویہ ، لائلپور ، سن تالیف ۱۳۴۰ھ۔

۷۷ : قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار ، مولوی احمد رضا خان :

۷۸ : القول الاظہر فی ما یتعلق بالاذان عند المنبر : مولانا معین الدین اجمیری رح : مطبوعہ معین دکن پریس ، حیدر آباد دکن ، بار دوم ۱۳۶۹ھ

۷۹ : قہر القادر علی الکفار اللیاڈر ، مولوی ابو الطاہر محمد طیب ، مطبع سلطانی بمبئی ۱۳۵۹ھ

۸۰ : کفایت المفتی جلد اول ، مجموعہ فتاوی مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رح : ۱۳۹۱ھ ، ۱۹۷۱ء ، کوہ نور پریس دہلی۔

۸۱ : الکوکب الیمانی : مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رح : مطبوعہ در "مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اول" : انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۷۸ء۔

۸۲ : الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ : مولوی احمد رضا خان : نوری کتب خانہ : بازار داتا صاحب لاہور

۸۳ : لسان المیزان جلد چہارم : حافظ ابن حجر عسقلانی رح : مطبوعہ بیروت : ۱۹۷۱ء

۸۴ : ماجرائے مناظرہ تلون : مرتبہ مولوی محمد فضل کریم : باہتمام : ابوالبرکات سید احمد ۱۹۳۶ء

۸۵ : مجموعہ رسائل چاندپوری رح جلد اول : مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رح : انجمن ارشاد المسلمین لاہور : ۱۹۷۸ء

۸۶ : المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ : مولوی احمد رضا خان : مطبع حسنی بریلی : ۱۳۳۹ھ

۸۷ : مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح : ملا علی قاری رح : مکتبہ امدادیہ : ملتان۔

۸۸ : مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری : مولوی محمد میاں قادری : سدرشن پریس ضلع ایٹہ ۱۳۵۸ھ

۸۹ : مشکوٰۃ شریف : شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رح : ملک سراج الدین اینڈ

۹۰ : مصباح اللغات : ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی : مکتبہ برہان : اردو بازار دہلی ۱۹۵۳ء

۹۱ : مقیاس حنفیت : مولوی محمد عمر اچھروی : ناشر : محمد عبدالوہاب ابن مصنف : نامی پریس پیسہ اخبار لاہور : بار ہفتم ۱۹۹۳ء

۹۲ : ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم : مرتبہ محمد مصطفیٰ رضا خان : مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

۹۳ : المہند علی المفند : مولانا خلیل احمد سہارنپوری رح : مکتبہ حنفیہ جہلم۔

۹۴ : النذیر الہائل لکل جلف جاہل : مولوی احمد رضا خان :

۹۵ : نزہۃ الخواطر جلد ہشتم : علامہ عبدالحی لکھنوی : اصح المطابع کراچی ۱۹۷۶ء۔

۹۶ : نصرۃ الابرار : مولوی محمد لدھیانوی ؒ : مطبع صحافی لاہور ایچی سن گنج : ۱۳۰۹ھ

۹۷ : النیر الشہابی علی تدلیس الوہابی : مولوی احمد رضا خان : مطبوعہ معہ ، الفضل الموہبی
باہتمام ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور

۹۸ : نگارستان : ظفر علی خان ؒ : مکتبہ کارواں : لاہور : ۱۹۶۳ء

۹۹ : وقعات السنان : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : مکتبہ رضویہ ، آرام باغ کراچی

۱۰۰ : ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق : مولوی دیدار علی شاہ : مطبوعہ باہتمام
ابوالبرکات سید احمد : سن تالیف : ۱۳۲۹ھ

۱۰۱ : ہفت روزہ " افریشیا " ۹ تا ۱۹ ، اپریل ۱۹۷۶ء

۱۰۲ : روزنامہ " امروز " لاہور : ۵ ، اکتوبر ۱۹۷۸ء

فتوائے مبارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کا خیال ہے کہ ضرورت وقت کا خیال کرتے ہوئے تمام کلمہ گو کو ایک جگہ پر ہو جانا چاہیے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔

اور بکر یہ کہتا ہے کہ جب شریعت مطہرہ نے فقط بدعت اور اہل ہوا سے اتفاق و اتحاد کو ناجائز و ممنوع رکھا ہے تو وہ تمام ۷۲ فرقے جن میں اہل ہوا اور اہل بدعت ہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر منافقین و مرتدین شامل ہیں ان سے اتحاد و اتفاق کیونکر درست ہو سکتا ہے اہل ندوہ کے خیال اور اقوال بھی اسی طرح کے تھے کہ کسی کی تکفیر جائز نہیں۔ تمام کلمہ گو حق پر ہیں۔ جو مدعیان اسلام خواہ وہ کسی مذہب و مشرب کے ہوں سب متفق ہو جائیں۔ مگر علمائے حرمین طیبین نے انکو گمراہ و خارج از اسلام بتایا۔ انکے ساتھ مجالست و مواکلت کو قطعاً حرام بیان کیا اور انکو کافر کا فتوی دیا۔ لہذا علمائے سنت ان چند باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر جانبدارانہ بحکم شرع جواب عنایت فرما دیں۔

(۱) جماعت مسلم لیگ کیسی ہے۔ کیا اس سے ہم اہل سنت کا اتفاق اتحاد شرعاً جائز ہے؟ اور کیا ان لیڈروں کا رہنما ہونا درست ہے اور ان پر اعتبار صحیح ہے؟

(۲) مسلم لیگ کی حمایت کرنی اس میں چندہ دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

(۳) ان کے احوال و اقوال سے گمراہی ظاہر و ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۴) جبکہ ہندو و انگریز ہر دو مسلمانوں کے دشمن ہیں تو موجودہ صورت میں شریعت مطہرہ یہ اجازت دیتی ہے کہ تمام کلمہ گو جن میں رافضی خارجی قادیانی وہابی نیچری و چکڑالوی بھی ہیں۔ اہل سنت کو ان سب سے متفق و متحد ہونا چاہیے؟

(۵) کیا ایسی صورت میں مصلحت وقت اجازت دیتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان فلا تواکلوہم ولا تشاربوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

(۶) جو شخص اپنے کو سنی کہتا ہو اور پھر مسٹر جناح کو رافضی بلکہ نیچری جانتے ہوئے اپنا پیشوا مانے اور قائد اعظم لکھے اور اس کی حمایت کرے۔ مسلم لیگ کی تبلیغ کرے لوگوں کو اسکی طرف ترغیب دلائے وہ کیسا ہے اور اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۷) زید و بکر میں سے اپنے اپنے قول میں کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا عند المولی الجلیل

الجواب وهو الموفق للصواب

اس میں کچھ شک نہیں کہ کانگریس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے جسکا مخالف احکام شرعیہ و منافی اصول مذہب ہونا اسکی کارروائیوں سے ظاہر و باہر ہے۔ کہیں زبان اردو مٹانے کا زور، کہیں گئو رکشا و شرکیہ ترانہ "بندے ماترم" کا شور، کہیں مسلمانوں کے بچوں کو ودیا مندر میں بھیج کر ان سے سرسوتی دیوی کی پوجا کرانے کی کوشش، کہیں شدھی و سنگٹھن کے کانگریسی جھنڈے کی تعظیم و تکریم کرانے کی پرزور کوشش، کہیں اسکولوں کی تعلیمی کتابوں میں سے جو خوبیاں اسلام کے تذکرے تھے نکال کر انکی جگہ مشرکین کے دیوتاؤں کی تعریف و توصیف داخل کرانے کا جتن، کہیں ہندوؤں کی مطلق العنان حکومت ہندوستان میں قائم کرنے کا خروش۔ کانگریس اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی ایک جماعت اس میں مسلمان کہلانے والے جو شامل ہیں وہ علو یا انغلوا مذہب وقت و دین فروشی میں جو حطام دنیا کے عوض کانگریس کے ہاتھوں بک چکے ہیں

اور اپنے مہاتما گاندھی کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ ان مسلمان کہلانے والے ممبران و حامیان کانگریس میں حسین احمد اجودھیا باشی شبیر احمد دیوبندی۔ اور ثانی عن الاسلام کفایت اللہ شاہجہانپوری۔ مسٹر ابوالکلام آزاد و عبد الغفار سرحدی گاندھی اور اون کے متبعین وہابیہ دیوبندیہ مرتدین و نیاچرہ غیر مقلدین کی اکثریت ہے۔ ضرورت تھی کہ مخالفین اسلام کے حملوں سے اسلام و مسلمین کو بچانے کے لیے کوئی جماعت قائم ہوتی۔ ایسے نازک دور فتن اور ایسے شدید زمانہ محن میں مسلم لیگ اٹھی اور اس نے حفاظت اسلام و مسلمین و اعلائے کلمۃ اللہ دین کا دعویٰ کیا۔ اور غریب مظلوم مسلمانوں نے اسکو اپنا ملجا و ماوی سمجھ کر اوسکا ساتھ دیا۔ ہمیں بھی مسرت ہوئی کہ وہ لیڈران قوم جو کل تک ہندو مسلم اتحاد کے نشے میں متوالے تھے اور اسی نشے کی چڑھی ہوئی ترنگ میں العیاذ باللہ وہ وہ ایمان سوز و اسلام کش افعال کر گئے تھے کہ الامان الحفیظ۔ اب ہوش میں آنے لگے ہیں اور کفار و مشرکین سے محبت و موالات و اتحاد و مواخات کی حرمت و ناجوازی کے جو احکام الٰہیہ و ارشادات نبویہ پچھلے دور گاندھویت میں ہم نے سنائے تھے آج وہ خود بھی وہی فرامین شرعیہ قوم کو سنانے لگے ہیں۔ اور اپنے پچھلے اسلام کش و ایمان سوز کرتوتوں پر پچھتانے لگے ہیں۔ مگر جب مسلم لیگ کے دستور اساسی کو دیکھ کر پڑھا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اسکے وہ اغراض و مقاصد جن کو بروئے کار لانے کے لیے مسلم لیگ کی بنا ہوئی ہے جنکو پورا کرنے کیلیے لیگ اٹھی ہے جنکی تائید کا حلفی اقرار نامہ لکھے بغیر کوئی شخص مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے۔ وہ بھی اصول شرعیہ، احکام اسلامیہ کے منافی و مخالف بنائے گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاً مسلم لیگ بتاتی ہے پہلا مقصد یہ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں کامل آزاد و وفاقی جمہوری ریاستوں کا قیام جس کے دستور میں مسلمانوں کے اور دوسری اقلیتوں کے حقوق و مفاد کی موثر و مکمل حفاظت کی جائے۔ یعنی لیگ اس بات کی کوشش میں ہے اسکا مقصد ہے کہ ہندوستان کو انگریزوں کے پنجے سے بالکل آزاد کرالیا جائے اور پھر ہندوستان کی تمام قوموں کے باہمی اتفاق سے جمہوری سلطنت قائم کیجائے جس کی کونسل میں تناسب آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کے ہر مذہب و قوم کے نمائندے شامل کیے جائیں۔ جس کے دستور میں مسلمانوں سکھوں اچھوتوں پارسیوں ہندوستانی عیسائیوں ہندوستانی یہودیوں وغیرہم کے حقوق و مفاد کی مکمل حفاظت ملحوظ رکھی جائیگی۔ یعنی لیگ جو مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے اون سب لیگ کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں ایسی آزاد جمہوری سلطنت قائم ہو جو مذکور ہوئی۔ اب ملاحظہ ہو۔ کیا اسلام و قرآن و رسول و رحمن جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اقتضائے شرع نے بھی مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا یہی مقصد بتایا ہے کہ ہندوستان میں ایک کونسل کی حکومت ہو جس میں تناسب آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں ہندوؤں پارسیوں یہودیوں عیسائیوں سکھوں اچھوتوں کے ممبران شامل ہوں اور وہ سب کثرت رائے سے حکومت کریں حاشا للہ ہرگز نہیں۔

قرآن پاک تو مسلمانوں کی قربانی جان و مال کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ یعنی اے مسلمانو تم یہاں یہاں تک جانی و مالی قربانی پیش کرو کہ کفر و شرک باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے اور فرماتا ہے کہ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنی اللہ کے راستے میں جانی و مالی قربانیاں یہاں تک پیش کرو کہ کفار ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ قرآن پاک نے مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا مقصد صرف یہی قرار دیا ہے کہ سب کفار مسلمان ہو کر ابدی عیش و راحت اور دوامی حقیقی صحیح و مفید واقعی نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند ہوں۔ مگر مسلم لیگ ایسی حکومت کے قیام کے لیے مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیاں چاہتی ہے جس میں ہمیشہ کفر و شرک و ارتداد کو پوری آزادی اور خود سری حاصل ہوگی۔ **ثانیاً**: بلحاظ تناسب آبادی کے لحاظ سے کفار و مشرکین ہی کو مسلمانوں پر حکومت و فرمانروائی حاصل ہوگی کیونکہ کونسل میں ہر قوم کے ممبر مردم شماری کے اعتبار اور تناسب آبادی کے لحاظ سے اوسکے ممبر شامل ہونگے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی مردم شماری آٹھ کروڑ اور مشرکین کی بائیس کروڑ بتائی جاتی ہے تو کونسل میں مسلمان آٹھ ہونگے اور مشرکین کے بائیس ممبر ہوں گے اور جبکہ کثرت رائے پر فیصلے کا دار و مدار ٹھہرا تو حکومت تو مشرکین ہی کی ہوگی پھر کون سے دین و قرآن نے اسے جائز رکھا کہ خود مسلمان اپنے اوپر کفار و مشرکین و مرتدین کی حکومت قائم کرنے کے لیے مسلمان اپنی جانی و مالی قربانیاں پیش کریں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ثالثاً: یہ کہنا کہ اس جمہوری حکومت کے دستور میں مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی مکمل حفاظت ملحوظ رکھی جائیگی صرف سیدھے سادے بھولے بھالے مسلمانوں کو بہلانے پھسلانے کے لیے ہے ورنہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور مشرکین کے کفری شعائر باہم متصادم ہونگے تو اوس وقت مشرکین باوجود اپنی اکثریت کے اپنے شعائر کفر کو مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے لیے چھوڑ دینا گوارا کرینگے۔ قرآن عظیم

فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر ط قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون اس روشن اور واضح ارشاد قرآنی کے ہوتے ہوئے بھی جو شخص یہ امید رکھتا ہے کہ سوراج حاصل ہو جانے کے بعد مشرکین اپنے عہد و پیمان کا لحاظ کرکے مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ میں اپنے شعار کفریہ کو چھوڑ دینا گوارا کریں گے وہ درحقیقت قرآن عظیم کو جھٹلاتا ہے اور اسکے کلام الٰہی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ رابعاً: مسلم لیگ نے اپنا مقصد صرف مسلمانوں ہی کے حقوق و مفاد کی حفاظت نہیں بتایا بلکہ سکھوں، اچھوتوں، پارسیوں، ہندوستانی عیسائیوں، ہندوستانی یہودیوں وغیرہم جملہ اقلیتوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت کو بھی اپنا مقصد اولین ٹھہرایا ہے تو کیا سکھ، عیسائی، پارسی، وغیرہ اچھوت ہندو اپنے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی معبودیت کی تبلیغ کرنے کو اپنا مذہبی حق نہیں بتائیں گے کیا سکھ لوگ اپنے عقائد کفریہ کے پرچار کو اپنا مذہبی حق نہیں ٹھہرائیں گے بلکہ ان سب ادیان باطلہ کے متبعین کیا اس امر کی اشاعت کو اپنا مذہبی حق نہیں تصور کریں گے کہ معاذ اللہ ہمارا دین ہے اسکو سچا مانو اور ہمارے دین ہمارے دھرم کو قبول کرلو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو مسلم لیگ ہندوستان میں جمہوری سلطنت قائم کرنے کے بعد ان تمام کفار و مشرکین کے جملہ کفریات ملعونہ کی تبلیغ و اشاعت کی حمایت و حفاظت کرنا اپنا فرض اولین بتارہی ہے اور اس مقصد کیلئے مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیاں کرا رہی ہے یہ کس قدر شدید مخالفت قرآن اور کیسی کھلی ہوئی منافات ایمان ہے۔ قرآن عظیم نے مسلمانوں کی جانی مالی قربانیوں کا مقصد کفر کا مٹانا اسلام کا پھیلانا بتایا ہے۔ اور مسلم لیگ نے مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا مقصد اشاعت کفر و تبلیغ شرک ٹھہرادیا۔ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان جب گناہ و ظلم پر باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا بحکم قرآن عظیم حرام گناہ قرار دیا گیا۔ گناہ اور ظلم بتایا گیا تو کفر و شرک کی حمایت کرنا کیونکر حرام اور کفر و شرک نہ ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خامساً: مسلم لیگ اپنا دوسرا مقصد یہ بتاتی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی اور مذہبی حقوق و مفاد کی ترقی و حفاظت کرنا۔ اور لیگ کی کاروائیوں سے روشن ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے یا گورنمنٹی مردم شماری میں اسکو مسلمان لکھا جائے لیگ کے نزدیک بس وہی مسلمان ہے پھر خواہ کیسے ہی عقیدے رکھتا ہو اسی بنا پر قادیانی، نیچری، دیوبندی، وغیر مقلدین، روافض، وہابی، بابی و بہائی، خارجی، چکڑالوی، خاکساری وغیرہم اہلسنت کے سوا سارے کے سارے مرتدین و منکرین ضروریات دین لیگ کے مذہب میں مسلمان ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو اب حضرات خلفائے ثلٰثہ سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق اعظم و سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علی الاعلان تبرا کرنے اور ان کی مبارک شانوں میں کھلم کھلا گالیاں بکنے کو روافض معاذ اللہ اپنا مذہبی حق بتائیں گے (جیسا کہ لکھنؤ وغیرہ میں مشاہدہ ہو رہا ہے) اور حضرات اہلبیت کرام سیدنا مولیٰ علی و سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کھلم کھلا تبرا و بیزاری کرنے اور ان کی منیع و بلند سرکاروں میں علی الاعلان گالیاں بکنے کو خوارج معاذ اللہ اپنا مذہبی حق ٹھہرائیں گے۔ قادیانی کہیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و رسالت کی تبلیغ کرنا ہمارا مذہبی حق ہے۔ دیوبندی اور وہابی کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم مبارک کو شیطان و ملک الموت کے علم سے کم مشہور کرنا اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپاؤں کے علم غیب کے مثل شائع کرنا اور اس بات کی تبلیغ کرنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے چوری کرسکتا ہے شراب پی سکتا ہے ظلم کرسکتا ہے جاہل ہو سکتا ہے اور اس کا فتویٰ دینا کہ وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے یہ سب ہمارا مذہبی حق ہے۔ غرض سارے مرتدین و منکرین ضروریات دین شور مچائیں گے کہ ہم اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ و اشاعت کرنا ہمارا مذہبی حق ہے۔ تو مسلم لیگ کا یہ مقصد ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کی جانی اور مالی قربانیوں سے جب اوسے جمہوری حکومت حاصل ہو جائیگی تو ان عقائد کفریہ دیوبندیہ وغیر مقلدیہ و قادیانیہ و نیچریہ و خاکساریہ و چکڑالویہ و رافضیہ و خارجیہ و بابیہ و بہائیہ کی اشاعت و تبلیغ کو ترقی دیگی اور اس تبلیغ کفریات کی حفاظت کریگی والعیاذ باللہ تعالیٰ قرآن عظیم فرماتا ہے وبشر المنٰفقین بان لھم عذابا الیما ن الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیٰت اللہ یکفر بھا ویستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین

فی جسمہ جیسا کہ ملاحظہ ہو چکا ہے۔ لیگی کفریات بکنے والوں کے ساتھ بیٹھیں اور بغیر کسی عذر شرعی کے کلمات کفریہ سنکر اور بخاموشی اختیار کریں اور کبھی انشراح صدر سے کفر بکنے والوں کا مطیع و فرمانبردار بنا رہتا ہے۔ لیگ کی جو حکومت جمہوریہ کفریات ملعونہ کی تبلیغ و اشاعت کو ترقی دیگی تبلیغ کفر و شرک کی حفاظت کریگی وہ اسلامی حکومت ہرگز نہ ہوگی بلکہ کفری سلطنت ہوگی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اگر آپ اس سے زیادہ مسلم لیگ کی خباثتیں دیکھنا چاہیں تو جماعت مبارکہ اہلسنت مارہرہ ضلع ایٹہ سے مسلم لیگ کی تنقید بخیرہ دین اور احکام شرعیہ بر مسلم لیگ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔ اب ان سوالات کے مختصر جوابات عرض ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

(۱) لیگ میں مرتدین منکرین ضروریات دین شامل ہیں۔ اس لیے اہلسنت وجماعت کا ان سے اتفاق و اتحاد نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ توبہ کریں۔ لیگ کے لیڈروں کو رہنما بنانا یا ان پر اعتبار کرنا منافقین و مرتدین کو رہنما بنانا اور ان پر اعتبار کرنا ہے۔ جو شرعاً ناجائز ہے کسی طرح بھی جائز نہیں۔

(۲) لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندہ دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

(۳) لیگی لیڈروں کے افعال و اقوال سے ان کی گمراہی مہر نیم روز سے زیادہ روشن ہے۔ مرتد تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں میں شیخ الاسلام اور حکیم الامت کہا جاتا ہے اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ مسٹر محمد علی جناح کو قائد اعظم سیاسی پیغمبر ہندو مسلم اتحاد کے بیان مہر بنایا جاتا ہے ۱۹۲۰ء و ۱۹۲۱ء کے خلافتی دور کا خصوصیت والا اسلام کش اور ایمان سوز ہندو مسلم اتحاد کی یاد میں ترانے گائے جاتے ہیں۔ مسٹر جناح کو قائد ملت رہبر اعظم رہنمائے محترم مخدوم ذات گرامی سلامت رہو برقرار رہو۔ مسلم ہے تیرا اعظم جناح۔ رہبر ہے تیرا سردار جناح۔ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ جو ساڑھے تیرہ سو برس سے اسلام کے سچے مذہب اہلسنت پر قائم ہیں وہ اس مسلم لیگ کی شرکت و ممبری کو کیونکر روا رکھ سکتے ہیں۔

(۴) صورت مسئولہ میں مرتدین و منافقین سے اتحاد و اتفاق ہرگز جائز نہیں جب تک وہ بالاعلان اپنے عقائد باطلہ کفریہ سے توبہ نہ کریں۔

(۵) مصلحت وقت کوئی شے نہیں۔ شریعت مطہرہ عین مصلحت ہے۔ اس سے روگردانی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ فرمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیروی کرنا ہر لحظہ و ہر آن فرض ہے خواہ دنیا بھر میں ایک ہی مسلمان رہے۔

(۶) اس شخص پر واجب و لازم ہے کہ فوراً توبہ کرکے سچا پکا مسلمان بن جائے۔ اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اسکا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

(۷) زید کی سخت غلطی ہے اس کو اپنے نفس کی اصلاح کرتے ہوئے فرمان خدا و مصطفیٰ پر ایمان لانا چاہیے۔ مصلحت وہی ہے جو اللہ اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں۔ بکر حق پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حق پر ثابت و مستقیم رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم





حررہ فقیر ابوالبرکات سید احمد غفرلہ
ناظم دار العلوم مرکزی و مفتی حزب الاحناف ہند
لاہور

الجواب۔ ... صاحب

... دانا پوری

...

استفسار

کیا یہی اسلام ہے؟

قوم کو اُلّو بناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
ڈونگے کے رہنماؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

بیج بو کر فتنۂ تکفیر کا اسلام میں
رات دن جلسے کراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

مار کر ڈاکہ مُریدانِ ارادت کیش پر
خلوتوں میں مسکراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

آئے دن خلوتکدوں میں نقدِ عصمت لُوٹ کر
اپنے حجروں کو سجاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

او خدانا آشناؤں کے گروہِ نامُراد!
اک ذرا مجھ کو بتاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

گالیاں بکتے رہو اسلافِ اُمت کے خلاف
اے بریلی کے خداؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

یہ بھی سوچا ہے کہ ختمِ خواجگاںؐ کے نام پر
شرک کا ناٹک رچاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

یہ بھی سمجھا ہے کہ تعلیمِ پیمبرؐ کے خلاف
مومنوں کا دل دکھاؤ کیا یہی اسلام ہے؟

باندھ کر بیٹھے ہیں سجادہ نشینی کا غرور
گدّیوں پر دندناؤ کیا یہی اسلام ہے؟

اور ذلیلو! ڈیڑھ فٹ لمبی کلاہِ فقر سے
دین کو بٹّہ لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

خانقاہوں میں بزرگوں کے مقدس نام پر
نت نئے فتنے جگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

کمسن و خوشرو جوانوں کو فریبِ وعظ سے
بر سرِ مجلس نچاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

اس خدا کی سرزمیں پر اے کفن دُزدانِ دیں
چادرِ زہراؓ چراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

اس وطن میں کوئی تم کو پوچھنے والا نہیں ‏— مسجدیں تک بیچ کھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

خود فروشو! ذکرِ میلاد النبیؐ کی آڑ میں ‏— تہمتیں ہم پر لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

پیرزادو! خرقۂ پیرِ مغاں کے رُوپ میں ‏— مغبچوں کا مال کھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

مانگ کر انگریز سے خونِ شہیدانِ حرم ‏— آبروؤں کی بڑھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

خواجۂ کونین کے اسلام کی بنیاد دیکھ ‏— اپنے ہاتھوں سے گراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

مشربِ احمد رضا میں مفتیانِ بد زباں ‏— سامنے آ کر بتاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

حاشیہ ادرک کی چٹنی کا بھری ڈال میں ‏— قورمہ، فرنی پلاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

عاقبت کے نرخ پر ہنگامۂ تکفیر سے ‏— آگ ہر گھر میں لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

کشتگانِ خنجرِ تسلیم کی پیشانیاں ‏— پاؤں پر اپنے جھکاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

اس صدی میں جو اکابر، حجتِ اسلام تھے ‏— اُن کی رُوحوں کو ستاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

آئے دن ہنگامۂ سب و شتم کے رُوپ میں ‏— منبروں پر ہنہناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

شیخ چلی کے لطائف ہیں مدارِ گفتگو ‏— میر کی غزلیں سناؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

خیرہ چشمی سے رسولؐ اللہ کی اولاد پر ‏— جھوٹ کا طوفاں اُٹھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

اودھ و اثر کی رضا جوئی کی خاطر گولیاں ‏— تُرک نوجوں پر چلاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

نو شگفتہ کونپلوں کو خواہشِ اولاد پر ‏— اپنے پہلو میں بٹھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

کل خدا کے سامنے ہر بات کا ہوگا حساب ‏— آج گُل چھرّے اُڑاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

اب خداوالوں کا لشکر مات کھا سکتا نہیں ‏— میرے خامے سے تمہیں کوئی بچا سکتا نہیں

آوازۂ غیب

شورش مجھے بطحا سے ملا ہے یہ اشارا
ڈوبے گا بریلی کے خداؤں کا ستارا

بدعت کے در و بام ہلاتے چلے جاؤ
اللہ نے پامردیٔ مومن کو پکارا

بے روک ہیں اِن فتویٰ فروشوں کی زبانیں
اسلاف کی توہین پہ کرتے ہیں گذارا

قرآں کے احکام سے رکھتے نہیں رغبت
توحید کے اذکار سے کرتے ہیں کنارا

میلاد کی محفل ہو تو ناغہ نہیں کرتے
ملتا ہے مریدوں سے تن و توش کا چارا

رندانِ سیہ مست کو حجروں میں بلا کر
دیتے ہیں مریدانِ تہی دست کو "لارا"

ہر کوچہ و بازار میں کہرام مچا ہے
ان زہد فروشوں نے مسلماں کو مارا

اُمّت کے اکابر پہ یہ سب دشنام کی بوچھاڑ
کرتی نہیں اللہ کی غیرت یہ گوارا

پہنچا ہے مجھے حجتہ اسلام کا فرمان
جس نے مرے ایمان کے چہرے کو نکھارا

دل سے مرے ہر خدشۂ فانی کو نکالا
جرأت کو مری عشقِ پیمبر نے سنوارا

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے خوفِ سکندر ہے نہ اندیشۂ دارا

میرے لئے یثرب کی فضا کافی و شافی
تعویذ فروشوں کو بریلی کا سہارا

تکفیر کی بدبو سے مساجد میں تعفن
سنڈاس ہے وہ اعلیٰ کے خرافات کا دھارا

گنگوہی کے دامن پہ ہیں الحاد کے چھینٹے؟
نانوتوی کافر ہے؟ یہ سوچو تو خدارا

اسلام کے باغی ہیں؟ دیوبند کے بیٹے
کس نے تمہیں اس فتویٰ تراشی پہ ابھارا

تم اور مرے قتل کی تدبیر بہت خوب
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا

پھر یہ نہ شکایت ہو کہ گستاخ ہے شورش
جب میں نے قباؤں کو ادھیڑا کہ اتارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرتب کتاب کا مختصر تعارف

پیش نظر کتاب "الشہاب الثاقب" کے مرتب حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحبؒ کی مختصر سوانح درج ذیل ہے تاکہ آپ کے علمی مقام کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔

ولادت:

حضرت قاری صاحب مرحوم کی ولادت ۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ/ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۹ء بروز جمعرات ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی، آپکے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد و فاضل دیوبند ہیں۔ علوم جدیدہ و قدیمہ میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

قاری صاحب مرحوم کی تعلیم و تربیت از اول تا آخر آپ کے والد محترم دام ظلہ کے زیر سایہ ہوئی، اوکاڑہ میں قرآن پاک حفظ کیا، حفظ قرآن سے فراغت کے بعد والد ماجد کے ہمراہ لاہور چلے آئے۔ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں جامعہ مدنیہ لاہور میں جو اس وقت بڑے بڑے اساطین علم و فضل کا مرکز تھا آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، معقولات و منقولات کی اکثر کتب والد ماجد صاحب سے پڑھیں، دس سالہ تعلیمی دور گزار کر ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔ درس نظامی کے علاوہ آپ نے ۱۹۷۱ء میں فاضل عربی اور ۱۹۷۲ء میں میٹرک کی از خود تیاری کر کے امتحان دیا اور سندات حاصل کیں۔

بیعت و سلوک خلافت و اجازت:

آپ زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحبؒ (متوفی ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہو گئے

تھے، حضرت مولانا نے ۱۹۷۳ء میں وفات سے چند روز پیشتر حضرت قاری صاحب مرحوم کو انتہائی محبت کے ساتھ گلے لگا کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کی اجازت دی۔

تدریس:

۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء میں آپ نے اپنے استاذ مکرم حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور کے حکم پر جامعہ مدنیہ ہی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ابتدائی درجات سے لے کر انتہائی درجے تک کی تقریباً تمام کتابیں بڑی کامیابی کے ساتھ پڑھائیں۔ آپ نے مسلسل بیس برس تک تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ اس دور میں آپ سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیض پایا۔

احقاق حق و ابطال باطل:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلک حق کی صحیح ترجمانی و اشاعت اور باطل کی تردید و بیخ کنی کے لیے منتخب فرمایا تھا چنانچہ آپ نے انتہائی قلیل عرصہ حیات میں اس سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جنہیں دیکھ کر عقل محو حیرت رہ جاتی ہے، اس پُر خار وادی میں آپ کو ہر قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ دور دراز کے سفر بھی کیے، ساری ساری رات جاگ کر لوگوں کی ذہن سازی بھی کی، ہفتہ وار، ماہوار درس بھی دیئے۔ بہت دفعہ تحریری و تقریری مناظرے بھی کیے، تھانہ کچہری تک نوبت بھی پہنچی، اپنے پرایوں کی باتیں بھی سنی پڑیں تاہم آپ مردانہ وار حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے اور بزبان حال کہتے رہے ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

انجمن ارشاد المسلمین و جمعیت اہل سنت کا قیام:

اکابر علماء اہل سنت (علماء دیوبند) کے مسلک و موقف سے (جو قرآن و سنت پر مبنی

اور افراط و تفریط سے پاک انتہائی معتدل مسلک ہے) آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ اور باطل و اہل باطل سے شدید نفرت تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ قوم فرق باطلہ سے ہٹ کر صحیح معنی میں دین حق کی پرستار اور بدعات سے بچ کر نور سنت سے منور ہو، اس کے لیے آپ نے ۱۹۷۷ء میں نوجوانوں پر مشتمل ایک تنظیم انجمن ارشاد المسلمین قائم کی، اس تنظیم سے علمی اور عملی طور پر بہت فائدہ ہوا۔ بہت سے نوجوانوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور بہت سی نادر و نایاب کتب طبع ہو کر عوام تک پہنچیں پھر ۱۹۸۴ء میں آئمہ مساجد اور علماء اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے دین حق کی اشاعت اور باطل کی سرکوبی کے لیے ایک تنظیم ''جمعیت اہل سنت'' کے نام سے قائم کی اس تنظیم سے آپ نے علمی طور پر علماء و ائمہ کرام کو مسلح کیا اور بہت سی اہم کتابیں طبع کر کے ان تک پہنچائیں۔

تصنیف و تالیف:

قاری صاحب مرحوم کو لکھنے لکھانے کا شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا۔ طالب علمی کے دور ہی میں آپ نے بہت سے مضامین لکھے جو جامعہ مدنیہ لاہور کے ماہنامہ ''انوار مدینہ'' میں شائع ہوئے بعد کو یہ ذوق بڑھتا گیا اور انتہائی مصروفیات کے باوجود آپ بلند پایہ مضامین لکھتے رہے جو دیال سنگھ لائبریری لاہور کے مرکز تحقیق سے شائع ہونے والے سہ ماہی مجلہ ''منہاج'' میں چھپتے رہے اہل بدعت کے خلاف جو کتب آپ نے شائع کی تھیں ان میں سے بعض کتب پر انتہائی وقیع مقدمات بھی تحریر فرمائے جن میں سے ''الشہاب الثاقب''، رسائل چاندی پوری'' جلد اول اور ''حفظ الایمان'' کے مقدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ درج ذیل کتب آپ کی یادگار ہیں:

(۱) تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار

(۲) آئینہ بریلویت

(۳) فاضل بریلوی کا حافظہ

(۴) مروجہ محفل میلاد

(۵) ایک مناظرہ جو ہو نہ سکا (مرتبہ انور محمود صدیقی)
(۶) حضرت شیخ الہند ؒ اور فاضل بریلوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ

موخر الذکر کتاب حضرت قاری صاحب ؒ مرحوم کی تصانیف میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے اس سے حضرت قاری صاحب کا علمی مقام آپ کی ذکاوت و ذہانت، جودت طبع اور نقادی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں آپ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن (م ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) اور اہل بدعت کے مجدد احمد رضا خان بریلوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ جائزہ سورۂ فاتحہ مکمل اور سورۂ بقرہ کی ۳۷ آیات پر محیط ہے۔ اس جائزہ میں آپ نے واضح کیا ہے کہ حضرت شیخ الہند ؒ نے اپنے ترجمہ میں جہاں نظم قرآنی کی ترتیب و ترکیب کو ملحوظ رکھا ہے وہیں اس کی فصاحت و بلاغت کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ نیز آپ نے اپنی ترجمانی کے بجائے اسلاف کی تفسیر و تعبیر کا خاص خیال رکھا ہے اور اپنے عقائد کی اشاعت کے بجائے سلف صالحین کے عقائد پر اعتماد فرمایا ہے جبکہ احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ میں بیسیوں قسم کے سقم پائے جاتے ہیں:

(۱) اس میں نہ قرآنی ترتیب و ترکیب باقی رہتی ہے (۲) نہ اس کی فصاحت و بلاغت (۳) نہ اس میں اسلاف کی تفسیر و تعبیر کا خیال رکھا گیا ہے۔ (۴) نہ سلف صالحین کے عقائد پر اعتماد وغیرہ وغیرہ

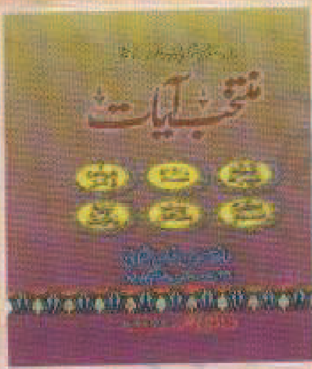
یاد رہے کہ حضرت قاری صاحب مرحوم اپنی بعض تصانیف ''انوار احمد'' کے قلمی نام سے بھی لکھتے تھے اور وہ ان کی زندگی میں اسی نام سے چھپی تھیں۔

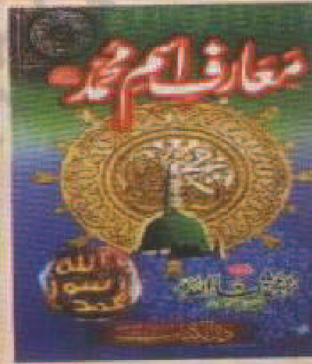
وفات حسرت آیات:

۱۸ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ/ ۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء بروز بدھ بعد از نماز ظہر مسجد میں بالکل اچانک آپ کی وفات ہوئی اور جمعرات کی صبح قبرستان میانی صاحب میں حضرت طاہر بندگی ؒ کے جوار اور حضرت مولانا سید حامد میاں ؒ کی پائنتی آپ کی تدفین ہوئی۔

رحمہ اللہ رحمۃً واسعہ

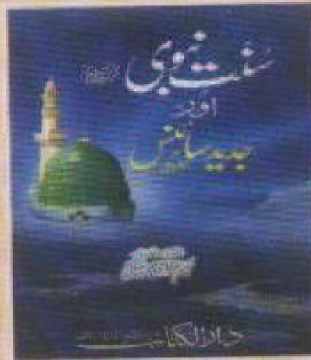
ہماری چند اہم مطبوعات





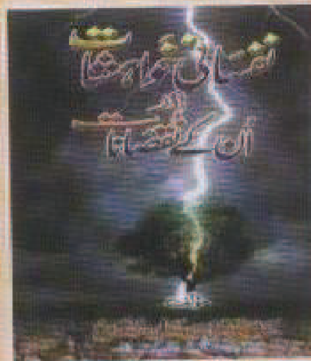




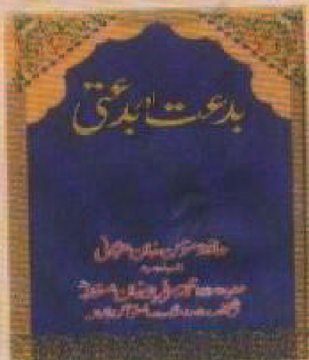


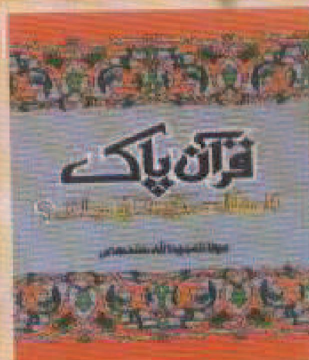


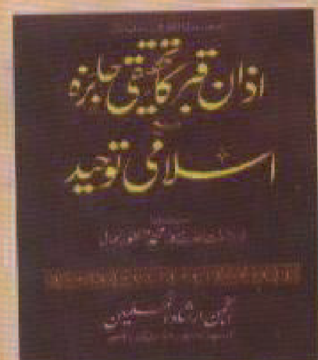












دار الکتاب
کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور 7235094